بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری
برکاتی نوری قدس سرہ

لمعات

بر

سوالات

بقلم فیض رقم

حضرت علامہ شاہ مفتی **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ
قادری رضوی مدظلہ النورانی

دارالعلوم نوری، نوری دارالافتاء نوری نگر ، گدرہوا۔ ۳۱۹ بلرام پور۔ یو پی۔

پن ۲۷۱۲۰۱

شائع کردہ

دارالعلوم نوری، نوری دارالافتاء نوری نگر ، گدرہوا۔ ۳۱۹ بلرام پور۔ یو پی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۂ اولیں

’’مسئلہ تکفیر کے بارے میں گیارہ سوالات‘‘ کے عنوان سے ایک تحریر آئی جس کے آخر میں مسطور ہے

’’السائل العبد العاجز المسکین لمولاہ تعالیٰ محمد فیض الرسول القادری المقیم بفیصل آباد ‘‘

اور اثنائے تحریر میں ہے کہ

’’بندہ نے پچھلے کئی برسوں میں درس نظامی کی منتہی کتب کی تدریس کے ساتھ ساتھ کئی اہم موضوعات پر کثیر مقالہ لکھے ہیں‘‘ [گیارہ سوالات ص۸]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہر حال دارالافتاء کو ـــــــ زید و عمرو کی شخصیت سے کام نہیں ـــــــ۔ بعد شیوع شبہ اس کا کشف امر شرعی ہے ـــ ''اللہ ۔عَزَّ وَجَلَّ ۔جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے ان کا قدم قدم ثبات جادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریت شیطان وسوسے ڈالے تو اس پر اعتماد نہیں کرتے پھر جب امر حق جھلک دکھاتا ہے معًا ہوشیار ہو جاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتیں ہیں'' ـــــ [رماح القہار علی کفر الکفار، تمہید خالص الاعتقاد ، فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۹ ص۴۲۸]

اِنَّ الَّـذِیْـنَ اتَّـقَـوْا اِذَا مَسَّـهُـمْ طٰٓئِفٌ مِّـنَ الشَّـیْـطٰـنِ تَذَكَّـرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

[پ ۹ ع ۱۴ سورہ الاعراف آیت ۲۰۱]

بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

ورنہ

ـــــــ ''گمراہی کہہ کر نہیں آتی گمراہی کا پہلا پھاٹک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے اتباع سبیل المومنین کی قدر نکل جائے'' ـــــــ [فتاویٰ رضویہ ج۳ ص۱۱۹]

وُرودِ سوال پر فقیر نے حمایتِ حق و نکایتِ باطل کے لیے نظر بیشتر ہدم مناشی پر مقتصر رکھ کر قلم اٹھایا ، بفضلِ الٰہی و بعنایتِ رسالت پناہی ۔جَلَّ وَعَلَا و ﷺ۔ یہ امر بوجہ حسن اختتام کو پہنچا ـــــــ تو حمد ہے اللہ کے لیے اول بھی اور آخر بھی ، اور درود و سلام ہو اس کے محبوب پر جنھوں نے قیامت تک کے لیے اپنی امت کی رہنمائی کی ، اور حضور کے آل و اصحاب اور نام لیواؤں پر بھی، اٰمین ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ المختار وعلی اٰلہ واصحابہ الاطھار وابنہ غوث الاعصار

اللہ۔عَزَّوَ جَلَّ ۔کی وحدانیت اور حضور اقدس ۔صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔کی حقانیت کا اعتقاد تمام ضروریات دین کی اصل و بنیاد ہے اور وجود کہ وحدانیت کی بھی اصل ہے اس تک رسائی غوروفکر سے ہوتی ہے۔سیدنا امام غزالی ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

معرفۃ وجودہٖ تعالیٰ۔ واول ما یُستضاء من الانوار ویُسلک من طریق الاعتبار ما ارشد الیہ القراٰن فلیس بعدَ بیان اللّٰہ سبحانہ بیان

وجود الٰہی ۔جَلَّ وَعَلا ۔کی معرفت۔ [اس کے لیے] اولین انوار جن سے روشنی حاصل کی جائے اور سب میں پہلا **عبرت وغوروفکر** کا راستہ جس پر چلا جائے وہ ہے جس کی طرف قرآن نے رہنمائی فرمائی۔کہ بیان الٰہی سے بڑھ کر کوئی بیان نہیں

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِھٰدًاo وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا o وَّخَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا oوَّ جَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًاo وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا o وَّ جَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا o وَّبَنَیْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعًاشِدَادًا o وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا

کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روز گار کے لیے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا

وَّهَّاجًا ○ وَّ اَنْزَلْنَامِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ○ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا○ [پ۳۰ع ا سورۃ النبا آیت ٦تا ١٦]

اور بھری بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔

[ترجمہ کنزالایمان]

اور فرماتا ہے

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

[پ۲ع۴ سورۃ البقرۃ آیت ١٦۴]

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔

[ترجمہ کنزالایمان]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اور فرماتا ہے

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا○

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیوں کر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشنی کیا اور سورج کو چراغ

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ○ ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ○

[پ ۲۹ ع ۹ سورۃ نوح آیت۵ ۱تا۱۸]

اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا پھر تمہیں اس میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے گا۔ [ترجمہ کنزالایمان]

اور فرماتا ہے

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ○ ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخَالِقُوۡنَ ○ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ ○ عَلٰۤى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَكُمۡ وَ نُنۡشِئَكُمۡ فِيۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فَلَوۡلَا تَذَكَّرُوۡنَ ○ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ○ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ○ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰهُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ ○ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ○ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ○ اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِيۡ تَشۡرَبُوۡنَ ○ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ○ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ ○

تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر چٹی پڑی بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اُسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے

اَفَرَءَ یْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ؀ ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ؀ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ؀

[پ۲۷ ع۱۵ سورۃ الواقعۃ آیت ۵۸ تا ۷۳]

تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اُسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔[ترجمہ کنزالایمان]

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فلیس یخفیٰ علی مَن معه ادنیٰ مُسکة من عقل اِذا تأمّل بادنیٰ فکرةٍ مضمونَ هذه الآیات ، و اَدار نظرَه علی عجائب خلقِ اللّٰه فی الارض و السمٰوات ، و بدائعِ فطرة الحَیوان و النبات ، اَنّ هذاالامر العجیبَ و الترتیبَ المحکم لا یستغنِی عن صانع یُدبِّره و فاعلٍ یُحکِمه و یُقدِّره

☆ ☆ ☆ ☆

تو جو آدمی بھی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا ہے ، جب ان آیات کے مضمون پر کچھ بھی غور کرے گا ، اور زمین اور آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی انوکھی انوکھی مخلوقات اور حیوان و نباتات کی نئی نرالی آفرینشات پر ہر چہار جانب اپنی نظر دوڑائے گا ، اُس سے یہ حقیقت او جھل نہ رہے گی کہ یہ بے مثال صنعت اور مضبوط نظام خود بخود نہیں ہوسکتا ، ضرور اس کا کوئی بنانے والا ہے جو اس کی تدبیر کرتا ہے ، اور ضرور اسے کوئی چلانے والا ہے جو ٹھوس طریقے پر ایک مقررہ اندازے کے مطابق اسے چلاتا ہے

[احیاء العلوم جزء اول کتاب قواعد العقائد ، فصل ثالث ص ۱۴۸]

یہ وجودِ باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے غور و فکر کا راستہ تھا۔

یوں ہی حضوراقدس ۔صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔کی صداقت وحقانیت ، معجزہ سے معلوم ہوتی ہے۔اور معجزہ کا علم ، نظری ہے

[العلم بالمعجزة و هو نظری ــ [المعتقد المنتقد ص۱۵]]

اورغوروفکر سے حاصل علم ، نظری ہوتا ہے۔ولہذا المعتقد المنتقد کے مقدمہ میں ضروریاتِ دین کے بارے میں نقل فرمایا کہ

[''وما یقال لبعضها اِنّها من '' ضَروریّات الدین '' فمعناه اَنّه اشترَک فی معرفةِ اضافتِه الی الدین ، خواصُّ اهلِ الدین و عوامُّهم ، مع عدَم قَبول التشکیک ، فساغ علیٰ ادراکِها اطلاقُ الضَرورة بطریق المشابهة ، لا لالتحاقه بالضَروریّات ، کذا قال اللاقانی]

یعنی بعض قضایائے نظریہ شرعیہ اعتقادیہ کو جوضروریات دین کہا جاتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اُنھیں دینِ اسلام کی بات جاننے میں خواصِّ اہلِ دین اورعوامِ اہلِ اسلام سب شریک ہیں ، اوروہ قضایا قابلِ تشکیک نہیں ،کہ اُن میں کسی کے شک ڈالنے سے مسلمان کے نزدیک کچھ اثرنہیں پڑتا [جس طرح کہ بدیہی قضایا میں کسی کے شک ڈالنے سے کوئی اثرنہیں پڑتا] ــــ تواس مشابہت کی راہ سے ان قضایا کی معرفت کو بدیہی کہنا روا ہوا ، اس لیے نہیں ہے کہ وہ قضایا بدیہیات کی صف میں آ گئے

امام اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ نے ضروریات دین کا اولاً یہی معنی نقل کیا کہ فُسرت الضَروریّاتُ بما یَشترِک فی علمه الخَواصُّ والعَوامُّ مگرالتحقیق سے دوسرامعنیٰ بتایا کہ

والتحقيق عندى ان الضرورة ههنا بمعنى البداهة ، وقد تقرّر اَنّ البداهة والنظرية تختلف باختلاف الناس ، فرُبّ مسئلة نظرية مُبتنِيةٍ على نَظَرِيّةٍ اُخرىٰ اذا تبيّن المَبنیٰ عند قوم ، حتى صار اصلا مقرّرا و علما ظاهرا ، فالاُخرىٰ الّتى لم تكن تَحتاج فى ظهورها الّا اِلیٰ ظهور الاُولیٰ تَلتحِق عنده بالضَروريّات وِانْ كانت نظريةً فى نفسها ، الا ترىٰ ان كل قوس لم تبلُغ ربعا تامامن اربعة ارباع الدور وجود كل من القاطع والظل الاول لها بديهى عند المهندس لا يحتاج اصلا الى اعمال نظر و تحريك فكر بعدملاحظة المصادرة المشهورة المسلمة المقررة

اور تحقیق میرے نزدیک یہ ہے کہ ضرورت یہاں بداہت کے معنیٰ میں ہے اور ثابت ہو چکا کہ بداہت ونظریت کا وصف ایسا ہے کہ مختلف اقسام کے لوگوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے —— چنانچہ بہت سے نظری مسئلے جن کی بنیاد کسی اور نظری مسئلے پر ہوتی ہے ، جب وہ بنیادی مسئلہ کسی قوم کے نزدیک اس درجہ وُضوح وانکشاف پر آجاتا ہے ، کہ مُسلّمہ مقرّرہ قاعدہ ، اور ظاہر وباہر علم ہوجاتا ہے ، تو دوسرا جو اپنے وُضوح وظُہور میں اسی پہلے کامحتاج تھا ، وہ بھی اُس قوم کے نزدیک بدیہیّات کے زمرے میں آجاتا ہے ، اگرچہ فی نفسہ نظری ہوتا ہے۔ دیکھو ہر وہ قوس جو دائرے کے چار حصوں میں سے ایک پورے چوتھائی کو نہ پہنچی ہو اس کے لیے قاطع اور ظلِّ اول دونوں کا ہونا ہندسہ داں کے نزدیک بدیہی ہے اور ایسی کھلی بات ہے کہ مشہور مسلم ثابت شدہ مصادرہ کی طرف اس نے بس نظرِ التفات کر لی تو اب اسے سوچنے اور غور وفکر کو حرکت میں لانے کی

وان کان ھو والمصادرۃ کلا ھما نظر یین فی انفسھما ھکذا حال ضروریات الدین [فتاویٰ رضویہ ص ۷ ج ۱]	اگرچہ وہ وجودِ قاطع و ظلِّ اول اور یہ مصادرہ دونوں اپنی حدِّ ذات میں نظری ہیں ـــــ یہی شان ضروریات دین کی ہے۔ کچھ بھی حاجت نہیں رہتی

کہ **عقیدۂ توحیدو رسالت تمام ضروریاتِ دین کی اصل و بنیاد** ہے

، اہلِ اسلام نے جب اسے مان لیا ، اور یہ عقیدہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ظاہر و باہر اور کھلی حقیقت ہوگیا ، تو **باقی ضروریاتِ دین بھی مسلمان کے لیے ایک واضح اور کھلی حقیقت ہوگئے** ۔تو ضروریاتِ دین بدیہیاتِ دین کے معنیٰ میں ہیں ــــ یعنی دینِ اسلام کی وہ باتیں جو قومِ مسلمین کے نزدیک روشن و بدیہی ہیں **جاہل گنواروں کو بھی انہیں جاننے کے لیے غور و فکر کرنے اور سوچنے کی حاجت نہیں ہے** ہاں صرف توجّہ کرنے اور دھیان دینے کی حاجت ہے اور یہ بداہت کے منافی نہیں بدیہیات و واضحات پر بھی کبھی تنبیہ کی حاجت ہوتی ہے جیسا کہ کتبِ فنون بلکہ عرف میں بھی معروف و دستور ہے اور اس سے بدیہیّات ، نظری نہیں ہوجاتے۔

توتفسیر امام کا یہ مطلب نکالنا کہ ضروریاتِ دین میں اشخاصِ مسلمین کے اعتبار سے اختلاف ہوتا ہے جیسا کہ سائل نے لکھا

فتاویٰ رضویہ (مترجم) ص ۲۴۳ ج ۱ کی رو سے سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ۔کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ جو مسئلہ دینیہ قطعیہ جس پر واضح ہو

وہ اس کے حق میں ضرورت دینی ہے اور جس پر واضح نہ ہو وہ اس کے حق میں ضرورت دینی نہیں [گیارہ سوالات ص۲۲]

یہ سائل کی اپنی نافہمی اور مقصود و مَرامِ امام تک اس کی نارسائی ہے

توضیح:۔ اختلافِ بداہت و نظریّت میں تقریرِ امام کو دیکھئے تو لفظ **قوم** فرمایا ہے ــــ مثال کو دیکھئے تو مہندس فرمایا ہے جو جماعتِ ہندسہ داں ہے شخص واحد نہیں ، اور اس کے بعد فرمایا

هكذا حال ضروريات الدين | یہی شان ضروریات دین کی ہے

تو صاف مطلب ہوا کہ **ضروریاتِ دین بدیہی عندالقوم المسلمین ہیں** ــــ اگر چہ **غیر مسلمین کے نزدیک نظری ہیں** ــــ ولہذا خود امام اہلسنت نے جلد ششم میں ضروریاتِ دین کی یہی تفسیر کی ، کہ فرمایا

[ضروری فی الدین و بدیہی عندالمسلمین [ج٦ص٨٩]]

نہ کہ بدیہی عند مسلم دون مسلم .... جیسا کہ سائل نے ادعا کیا

نیز **مثال** میں دیکھئے کہ مصادرہ جب ہندسہ داں کے لیے بدیہی ہے تو وجودِ قاطع و ظِلِّ اول میں بھی ہندسہ داں کو اِعمالِ فکر کی بالکل حاجت نہ رہی وہ بھی اس کے نزدیک روشن و بدیہی ہو گیا

تقریر میں دیکھئے کہ بنیادی مسئلہ جب اتنا روشن ہو گیا کہ ایک طے شدہ اصل و بنیاد اور ظاہر و باہر علم کی حیثیت اختیار کر گیا تو دوسرا مسئلہ جو اپنے بدیہی ہونے میں صرف پہلے کا محتاج تھا وہ بھی بدیہی کے زمرے میں آ گیا

اب ضروریاتِ دین پر اسے منطبق کر لیجئے ـــــــ **عقیدہ ٔ توحید و رسالت** ، **اصل الاصول** ہے تمام ضروریات دین کی بنیاد ہے اور کون ایسا مسلمان ہو گا جس کے لیے یہ روشن و بدیہی نہ ہو بغیر توحید و رسالت کو مانے کیا کسی کا مسلمان ہونا معقول ہے ؟...... ہر گز نہیں ۔ تو جاہل سے جاہل گنوار سے گنوار کے لیے بھی **عقیدۂ توحید و رسالت روشن و بدیہی ہے** اور یہی باقی ضروریاتِ دین کی بنیاد اور مبنیٰ ہے کہ باقی ضروریات کو روشن و بدیہی ہونے میں صرف اسی عقیدۂ توحید و رسالت کے رشن و بدیہی ہونے کی حاجت تھی تو بنیاد کے روشن ہوتے ہی **وہ سب بھی مسلمان کے لیے روشن و بدیہی ہو گئے**............ **یہ ہے تحقیقِ امام کا صاف حاصل۔**

خود علامہ بدایونی جنہوں نے علامہ لاقانی سے تمام ضروریاتِ دین کا نظری ہونا نقل کیا ، جگہ جگہ المعتقد میں انہیں بدیہی بتایا جیسے [**ما کان ثبوته ضرورةً** ـ [ص ۲۱۰] **الاصول المعلومة من الدين ضرورةً** ـــــ [ص ۲۱۳]]

ان مقامات پر ''ضرورةً'' بالبداہۃ ''بداہت'' کے معنیٰ میں ہے ـــــ اور تصریحِ نقل بھی نہیں تو معلوم ہوا یہی علامہ بدایونی کا مختار ہے

اور بفرضِ باطل تحقیقِ امام میں اس مطلب کی کہ ـــــ ضروریات کسی کسی کے لیے نظری ہیں ـــــ کچھ گنجائش ہو تو اس سے ضروریاتِ دین کے حکم میں اختلاف کا کسی ایسے کو توہّم بھی نہیں ہو سکتا جو کلامِ علماء کی سمجھ رکھتا ہو

یہیں دیکھئے جو تمام ضروریات کو صاف صاف نظری کہتے ہیں جیسا کہ المعتقد

ص۱۵ سے گزرا کیا وہ ضروریات دین کا جو اجماعی حکم ہے کہ جو ان میں سے کسی کا انکار کرے بیشک کافر ہے اسے نہیں مانتے؟ وہی علامہ بدایونی جنہوں نے وہ نظری ہونا نقل کیا اُنہی نے ضروریات دین کا یہی اجماعی حکم بالتصریح بیان کیا

الا تفاق منهم على ان ما كان من اصول الدين و ضرورياته يكفر المخالفُ فيه [المعتقد ص۲۱۲]	اہلسنت کا **اتفاق** ہے کہ جو عقائد، اصولِ دین اور **ضروریاتِ دین میں سے** ہیں ان کا **مُخالِف کافر** ہے
وما يُوجب التكذيبَ هو جحدُ كل ما ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم ادعاءُ ه ضرورةً ' فَجَحدُهٗ المكلف حَكَمَ بانه كافر [ص۲۰۹]	ہر اُس بات کا انکار مُوجِبِ تکذیب ہے جس کا ارشادِ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہونا بداہۃً ثابت ہو.....تو ایسی ضروریِ دینی بات کا جو مُکلّف بھی انکار کرے......یہ انکار اُسے کافر ٹھہرائے گا
من انكر الجنة والنار والبَعْث والحساب والقيامة فهو كافر باجماعٍ [تنكيره لتعظيمه اى اجماع عظيم ليس فوقه اجماع . المستند] للنص عليه واجماعِ الامة علىٰ صحة نقله متواترا [المعتقد ص۱۸۰]	جو جنت و دوزخ کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا اور حساب اور قیامت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے.....یہ اجماعٍ میں تنوین برائے تعظیم ہے ، یعنی اعلیٰ درجے کا اجماع ، جس سے بالا کوئی اجماع نہیں ...... کیونکہ ایسے کے کافر ہونے پر وہ نص ہے جو ضروریاتِ دین سے ہو کر ہم تک آئی ہے

اور امام اہل سنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ جن کی تحقیق سے سائل نے وہ شبہ لایا اُن کی تو

تصنیفات کے آسمان اس حکمِ اجماعی سے گونج رہے ہیں جلد چہارم و ششم میں فرمایا

[ــــ ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحًا خلاف کرے یہ قطعًا اجماعًا کفر ہے ــــ

[فتاویٰ رضویہ ص۲۶۶ ج ۶]]

[اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع ...(بر تکفیر) ...رُک نہیں سکتا ــــ

[فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۷۴]]

ایمان کیا ہے ؟

[سید العلمین محمد رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ، اُن سب میں ان کی تصدیق کرنا ، اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ، ایمان ہے ــــ [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۶۵]]

الایمان هو التصدیق ، ای قُبولُ القلب واذعانُه لِمَا عُلِمَ بالضَرورةِ انّه مِن دینِ محمدٍ .صلی اللہ علیہ وسلم. [المعتقد ص ۱۹۴]

ایمان تصدیق ہے ۔ یعنی تمام ضروریاتِ دین کو دل سے مان لینا۔

اور کفر کیا ہے؟

[ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اُس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۶۶]

ــــ کفر ، **تکذیب النبی .صلی اللہ علیہ وسلم. فی بعضِ ما جاء بهٖ مِن عند ربِّهٖ .جَلَّ وَعَلا .** کا نام ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۸۸]]

تو تکذیب ، بالبداہت کفرِ یقینی ہے ــــ ولہذا تکفیر کا مدار ، تکذیب یا استخفاف پر ہے ــــ **المعتقد المنتقد** [ص ۲۱۲] میں ہے

[لان مناط التکفیر و ھو التکذیب او الاستخفاف بالدین]

اور انکارِ ضروریاتِ دین ، مُوجِبِ تکذیب ہے____ **المعتقد** [ص۲۰۹] میں ہے

[**وما یُوجِب التکذیبَ ھو جحد کلِّ ما ثبت عن النبی ﷺ. ادعاءُ ہ (ای الحکمُ بہ والقول بہٖ ۔ المستند) ضَرورۃً ، ای بحیث صار العلم بکونہ ادعاءَ ہ ضروریا ، کالبعث والجزاء و الصلوٰت الخمس**]

① تو جہاں شرع نے تکذیب نہیں مانی جیسے وہ شخص جسے کلمۂ کفر بولنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے صرف زبان پر کلمۂ کفر جاری کیا ، دل اُس کا ایمان پر جما رہا تو وہاں ضروریاتِ دین کا انکار بھی حقیقت میں نہیں ہے کہ موجِب و مُقتَضِی کا بغیر مقتضا کے وجود معقول نہیں۔

② جو دار الحرب وغیرہ ایسی جگہ اسلام لایا جہاں مسلمانوں کی صحبت نہیں ملی اُسے جن بعض تفصیلی ضروریات دین کی آگاہی نہیں ہوئی اور جہالت کے سبب اس کی بولی اُن کے خلاف ہوئی تو قبلِ آگاہی ، شرع نے اُسے معذور رکھا کیوں کہ جب وہ ایسی جگہ ہے جہاں جاننے کی سبیل نہیں تو اُس کی طرف سے تکذیب یعنی جھٹلانا نہیں ہوا تو انکارِ ضروریِ دینی بھی حقیقت میں نہیں ہوا۔

بخلاف دار الاسلام میں رہنے والے کے ، کہ وہ موضعِ بداہت میں ہے یعنی جہاں ضروریاتِ دین روشن و بدیہی ہیں ، تو اس کا عذرِ جہالت ، مقبول نہیں۔

③ جو صفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت سے غافل رہا اور ناسمجھی میں اُس سے ایسی بات نکل گئی جس سے اس صفت کی نفی ہوتی ہو تو اس کی طرف سے ضروریِ دینی کے انکار کا

التزام نہیں ــــ جیسا کہ امام اشعری۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے اس کی عدم تکفیر کی یہی وجہ بیان کی

[(قال) الاشعری انما لم نکفرہ (لانہ لم یعتقد ذلک) ای انتفاء تلک الصفة الذاتیة (اعتقادا یقطع بصوابہ و یراہ دینا و شرعا) انما قالہ توھّما و جھلا [وقال القاری] انما یظنہ ظنا وقع خطأ ــــ [نسیم الریاض ج۴ص۵۲۴] ــــ لم یعتقد ذلک اعتقادا یقطع بصوابہ و یراہ دینا و شرعا ــــ [المعتقد ص۵۰]

یعنی وہ نفی اس کا عقیدہ نہیں۔اُس کی درستگی کا اُسے یقین نہیں۔اُس کی نظر میں وہ دین وشرع نہیں۔ بلکہ غفلت سے توہّمًا بول گیا ، وہ ایک گمان تھا جو بطور خطا وقوع میں آ گیا ، یعنی وہ اس کی گہرائی میں نہیں پہنچا

اور مسئلۂ صفات دشوار ہونے کے سبب جیسا کہ اس کی تفصیل آ رہی ہے اس کے بارے میں فرمایا

[فان ھذا الجھل لا یخرجہ عن اسم الایمان وان کان یخرجہ عن کمال الایقان]

یعنی کمال ایقان اسے حاصل نہیں مگر ہے وہ مسلمان۔ بخلاف مستبصرانہ منکر کے ، کہ

(مستبصرا)ای علی بصیرة (فی ذالک)دون سھواوسبق لسان (کقولہ لیس بعالم ولا قادروشبہ ذلک)ھذا مذھب بعض الفلاسفة ، ولا یدخُل فی ھذا المعتزلة الذین قالوا لاصفاتِ لہ زائدةً علیٰ

ذاتہ وانما ھو عین ذاتہ ـــ [نسیم الریاض ج۴ص۵۲۳ شفاج۲ص۲۹۲]

اوراسی میں آگے فرمایا

[**مستبصرا ای مستندًا لدلیل** ـــ [ص۵۲۴]]

یعنی مستبصرخوب سوچ سمجھ کر یہ بول رہا ہے کہ ـــ ''**لیس بعالم** ''وہ عالم نہیں'' ـــ اس پر وہ اپنے زعم میں دلیل رکھتا ہے ـــ تو اس کا اسے التزام ہے یہی اس کا عقیدہ ہے اور یہ مستبصرانہ منکر ، بعض فلسفی ہیں ـــ معتزلہ اس میں نہیں۔

''شفا شریف''میں یہاں ایک حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے ، جس میں ایک واقعہ کا ذکر ہے ، اوراس کی تفصیل نسیم الریاض میں ہے ـــ واقعہ مختصرًا یہ ہے کہ ایک شخص نے بوقتِ مرگ اپنے بال بچوں کو وصیت کی کہ بعدِ مرگ مجھے جلا کر ہوا میں اڑا دینا ، شاید عذابِ الٰہی مجھے نہ پائے ـــ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا ، اللہ۔عَزَّ وَجَلَّ۔ نے اس کے اجزائے بدن کو جمع کیا اور فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا ، عرض کی مالک ومولیٰ تیرے خوف سے ـــ میرے آقا ﷺ۔فرماتے ہیں اللہ۔عَزَّ وَجَلَّ۔ نے اسے بخش دیا

علامہ شہاب الدین کہتے ہیں اس کی بولی میں صفتِ قدرت کی نفی ہوتی تھی مگر یہ اس نے گھبراہٹ اور انتہائی خوف میں کہہ دیا تھا جب کہ اس کا ایمان وعقیدہ یہ تھا کہ ـــ اللہ پاک ہر شی پر قادر ہے۔[دیکھو شفا شریف ج۲ص۲۹۳ ، نسیم الریاض ج۴ص۵۲۵،۵۲۶]

اس سے واضح ہے کہ غیر مستبصر کون ہے؟ ـــ وہ عامی ہے ، بے خبر ہے ، صفاتِ الٰہی ۔جَلَّ وَعَلَا۔ سے غافل ہے۔

اور مسئلۂ صفات وہ کہ

(لو بوحث اکثرُ الناس) المسلمین عما یعلمون و یعتقدون ای (عن الصفات لَمَاوُجِد مَن یعلمها الا الاقل)وھم الخواص [نسیم الریاض ج۴ص۵۲۶]

اکثر مسلمانوں سے صفات کے بارے میں ان کے علم واعتقاد کی تفتیش کروگے تو بہت کم ہی ملیں گے جو باخبر ہوں اور وہ صرف خواص ہیں۔

تو ادھر قائل کی وہ غفلت و بے خبری ، اُدھر مسئلے کی یہ باریکی و دشواری ، جو کچھ کہا خود اس کی گہرائی کو نہ پہنچا، اس کے اپنے ذہن میں کوئی واضح نقشہ نہ کھنچا ، اور صفاتِ الٰہیہ ضَروریاتِ دینیہ کا انکار اُس کے دل میں نہ بسا ، اس پر قول معتمد یہ آیا کہ اس کا ایمان نہ گیا اس میں ایسوں کے لیے کیا سند ہوئی ؟ جو مدعی علم وفہم ہیں بلکہ انا ولا غیری کی جنہیں ترنگ ہے ، اپنی بات پالنے کے لیے دلیلیں لاتے ، کتابیں چھانتے ، اور اہلِ حق کے حملوں سے بچنے کے لیے حیلے تراشتے ہیں ، جو کچھ بولتے ہیں خوب سمجھتے ہیں ، اوراجلیٰ ضروریاتِ دین واَوضح بدیہیات عندالمسلمین کونشانۂ طعن بناتے ہیں ـــــــ تو کہاں یہ اور کہاں وہ ــــــــ اُس سے اِس پر سند نہ لائے گا مگر وہ جو کجی کا خواہاں ہو ، مثل اُن لوگوں کے جن کے بارے میں قرآنِ کریم نے فرمایا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ج [پ۳ ع۹ سورۃ اٰل عمران آیت ۷]

وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو [ترجمہ کنز الایمان]

اور جب مذکورہ تین صورتوں میں ضروریات دین کا انکار نہیں تو ان سے اُس حکمِ اجماعی پر کیا شبہ آئے گا جن سے کتبِ اصول گونج رہی ہیں ــــ کہ **ضروریاتِ**

دین کے منکر کی تکفیر ، اجماعی ہے۔تلویح علامہ تفتازانی۔ عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃُ الرَّبَّانِی ۔ میں ہے

والحقّ اَنّ نحو العباداتِ الخمس مِمّا عُلِمَ بالضرورة کونُه من الدین یکفر جاحده **اتفاقا** ، وانما الخلاف فی غیرہٖ [توضیح تلویح ص ۵۲۳]	حق یہ ہے کہ عباداتِ خمسہ جیسی چیزیں جو کہ **ضروریاتِ دین** سے ہیں ان کے منکر کی تکفیر **اجماعی** ہے ۔خلاف صرف ضروریاتِ دین کے علاوہ میں ہے

المعتقد ص۲۱۲ میں ہے

اختلف اهل السنةفی تکفیر المخالف فی بعض العقائد ، بعد **الاتفاق** منهم علی ان ما کان من اصول الدین وضروریاته یکفر المخالف فیه	ـــــ کچھ عقائد ایسے ہیں جن کے مخالف کی تکفیر میں اہلسنت باہم مختلف ہیں ـــــ جبکہ **ضروریات دین کے منکر کی تکفیر میں سب کا اتفاق ہے**

فتاویٰ رضویہ میں ہے

[انکارِ التزامی یہ کہ **ضروریات دین** سے کسی شئ کا **تصریحًا خلاف** کرے یہ **قطعًا اجماعًا کفر** ہے ــ[ص۲۶۶ ج۶]]

[اصالۃ اس مسئلہ (تکفیر) کا فن ، علمِ عقائدوکلام۔ وہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا انکار نہ ہوکفر نہیں۔تو اِن کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہوگا۔اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہوتو **اجماع** [برتکفیر] **رک نہیں سکتا**ــــ [مختصرًا فتاویٰ رضویہ ج۴ ص۴۷۳]]

شفا شریف میں علامہ قاضی عیاض ۔عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان ۔نے مکہ مکرمہ مسجد حرام وغیرہ کا جو انکار کرے اس کے لیے فرمایا

لا مِرية فی تکفیره | اسے بلاشبہ کافر کہا جائے گا

علامہ شہاب الدین ۔عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان ۔نے نسیم الریاض میں اس کی یہ وجہ بیان فرمائی

لانكاره ما علم من الدين بالضرورة | کیونکہ اس نے ضروریِ دینی کا انکار کیا [ص ۵۱۵ ج ۴]

وہیں آگے شفا شریف میں فرمایا

[والمرتاب فی ذلک والمنکر لذلک کافر باتفاق]

نسیم الریاض میں ''ذلک'' کی شرح میں فرمایا

[المعلوم من الدین بالضرورة]

اور علامہ علی قاری نے ''اتفاق'' کی شرح میں فرمایا

[للائمة والامّة ـــــ [نسیم الریاض ص ۵۱۶ ج ۴] **]**

یعنی جو اس دینی ضروری میں شک کرے یا انکار کرے وہ باجماعِ ائمہ و باجماعِ امت کافر ہے

یہ اجمال تھا اس کا کہ ضروریات دین کو بتمامہا نظری کہو یا بفرضِ باطل بعض کا بعض کے لیے نظری ہونا مانو بہر حال **حکم متفق علیہ** ہے کہ جو کسی **ضروری دینی کا بالتصریح والالتزام منکر ہو وہ بالاجماع کافرِ یقینی ہے**۔اب تفصیل لیجئے

● شفا شریف اوراس کی شرح نسیم الریاض میں ہے

(وکذالک ان انکر مُنکِر مکةَ او البیت اوالمسجد الحرامَ اوصفةَ الحج) من واجباته وارکانه و نحوها ؛ (فهذا و مثلُه) ممن یشکّک فی معانی النصوص المتواترة ، (لا مِریة فی تکفیره)، لانکاره ما عُلِمَ من الدین بالضرورة(ان کان ممّن یُظَنّ به علمُ ذالک، و ممن یخالط المسلمین) فی دار الاسلام (وامتدّت صحبتُه لهم)

[شفا ص۲۸۸ ج۲ ، نسیم ج۴ ص۵۱۴ ، ۵۱۵]

ایسے ہی اگر مکہ مکرمہ یا خانہ کعبہ یا مسجد حرام یا حج کے طور طریق یعنی واجبات فرائض وغیرہ کا انکار کرے تو یہ اور ہر ایسا شخص جو معانیِ نصوصِ متواترہ میں شک لائے تو چونکہ اُس نے ضروریِ دینی کا انکار کیا لہذا اُسے بلا شبہ کافر کہا جائے گا، اگر اُس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ ان ضروریاتِ دین کو جانتا ہے یعنی وہ دارالاسلام میں مسلمانوں کے ساتھ ایک عرصہ رہ چکا ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھو موضعِ بداہت میں یعنی دارالاسلام میں حکم تکفیر کے لیے اتنا گمان کہ وہ ان ضروریات سے آگاہ ہوگا کافی مانا ـــــ ہاں ایسے تفصیلی ضروریاتِ دین کے انکار میں **بے خبری اس کے لیے عذر ہے** جو نیا نیا مسلمان ہوا ، اور مسلمانوں کے ساتھ رہ کر ایسے تفصیلی ضروریات کو معلوم کرنے کا موقعہ نہ پایا ہو۔ چنانچہ یہیں شفا و شرح نسیم میں فرمایا

(اِلّا ان یکون حدیث عهدٍ باسلامٍ بان اسلم بعد کفره فی غیر دار الاسلام ، فهو معذور

ہاں یہ صورت ہو کہ جلد ہی مسلمان ہوا ہے ، یعنی دارالحرب میں کفر سے نکل کر اسلام لے آیا ، تو وہ مذکورہ ضروریاتِ دین کو ن

لجهــــلـه بـما ذكر ، كمن نشأ فی بـادية و جــــزيـرة ولم يسمع احكام الاسلام [نسيـم الـريـاض ص۵۱۵ ج۴]

نہ جاننے میں معذور ہے جیسے جو شخص بیابان و جزیرہ میں بڑھا پلا اور اسلام کے احکام اس کے کان تک نہ پہنچے

مگر یہ بےخبری کا عذر ایسے کے لیے بھی پروانۂ آزادی نہیں ہے ، چنانچہ آگے فرمایا

(فيـقـال لـه ، سبيـلک) الذی يجب عـليک سـلـوكـه(ان تسأل كـافّة المسلمين ، فيقع لک العلم كما وقع لهـم ، ولا تـرتاب بذالک ، والمرتاب فـی ذالک) الـمعـلـوم من الـديـن بالضرورة (والـمنكر) لذالک(بعد البحث و صحبة المسلمين **كافر** بـا)**لا(تـفاق)** [شفاج۲ص۲۸۸،۲۸۹ ــــ نسیم الریاض ج۴ص۵۱۵،۵۱۶] **لـلا ئمة والامّة** (ولا يعذر بقوله لا ادری ، بل ظاهره التسـتّرعن التكذيب اذ لا يمكن انه لايـدری)بـعد البحث والسؤال من الـمـومـنين ، او مخالطة المسلمين وهو

اسے کہا جائے گا ــ تم پر واجب ہے کہ تم یہ باتیں مسلمانوں سے معلوم کرنے کا راستہ اختیار کرو ، تو جان جاؤ گے جیسے مسلمان جان گئے ، اور شک میں نہیں رہوگے ــ اور جو معلوم کرنے اور مسلمانوں کے ساتھ رہنے کے بعد بھی ان ضروریات دین میں شک کرے ، یا ان کا **انکار کرے** ، **تو وہ باجماعِ امت کافر ہے** ، **اس کا بےخبری کا عذر نہیں سنا جائے گا** ــــ بلکہ اس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کفر وتکذیب پر پردہ ڈال رہا ہے ، کیونکہ مسلمانوں سے پوچھنے یا مسلمانوں کی صحبت میں رہنے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ وہ بےخبر رہے ، جب کہ وہ

عاقل ولیس من المجا نین [شفاج ۲ ص ۲۸۹، وشرح شفالعلی قاری برحاشیہ نسیم الریاض ج ۴ ص ۵۱۶]	عقل رکھتا ہے ، پاگل دیوانہ نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مسلم الثبوت میں ہے

حرمتها من ضروریاتِ دار الاسلام	شراب کی حرمت دارالاسلام کے ضروریات وبدیہیات سے ہے

اوراس کی شرح میں فواتح الرحموت میں فرمایا

فمن نشأ فیها یعلم ان الخمر محرمة فی الاسلام [فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۲۵]	توجودارالاسلام میں پروان چڑھا اسے معلوم ہوگا کہ شراب اسلام میں حرام ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اورامام اہلسنت نے اسی کی شرح میں فرمایا

فکان عالمًا به قطعًا [رحمۃ الملکوت جزرابع ص ۹۷]	توجودارالاسلام میں ہے یقیناً اس حرمت کو جانے گا

اس سے واضح ہوگیا اُن عباراتِ علماء کا محمل جن میں انکارضروری دینی پر منکر کی تکفیر میں یہ قید لگائی کہ وہ اُس ضروری دینی سے آگاہ بھی ہو کہ وہ ایسے شخص کے لیے ہے جو ایسی جگہ ہو جہاں اسے آگاہی حاصل کرنے کا موقع نہ ملا، اور پھر وہ آگاہی حاصل کرنے سے فرار بھی نہ کرے اور بعد آگاہی انکار نہ کرے۔ ورنہ پھر حکم اجماعی اس کے لیے بھی وہی ہے کہ وہ کافر ہے

اورظاہر ہوگئی انکارضروری دینی پر حکم میں ارشادِ امام کی حقانیت کہ

[محققین محتاط تارکینِ افراط وتفریط صاف فرماتے ہیں کہ جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہو لے کافر نہ کہیں گے۔ اصالۃً اس مسئلہ کا فن ، علمِ عقائد وکلام۔ وہاں تحقیق ہو چکا کہ جب تک ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا انکار نہ ہو کفر نہیں۔ تو ان کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہوگا۔ اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع ...(بر تکفیر)... رک نہیں سکتا — [مختصر افتاوی رضویہ ج ۴ ص ۳۷۳، ۳۷۴]]

● ذات وصفات والِہ۔ جَلَّ مَجْدُہٗ۔ مخلوق کی عقل وفہم میں آنے سے متعالی ہیں

[صفات ، مثلِ ذات ، تعقل سے متعالیات — [خطوط رضا ص ۲۰]]

ولا غر ولو حار العقل فی الصفات الالهية ولا عجب [تہافت الفلاسفہ مسئلہ ثانی عشر]	عقل اگر صفاتِ الٰہیہ۔ جَــلَّ وَعَلا ۔ میں حیران ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ولہذا ارشاد ہوا

تَـفَـــكَّـرُوْا فِىْ خَلْـقِ اللّٰهِ وَلَا تَـفَـكَّرُوْا فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ [تہافت الفلاسفہ آخر مسئلہ ثالثہ — نیز مقامع الحدید ص ۴۱]	اُس کی مخلوق میں غور وفکر کرو ، ذاتِ الٰہی میں غور وفکر نہ کرو

اور الملفوظ میں ہے

[حدیث میں فرمایا تَـفَكَّرُوْا فِىْ اٰلَاءِ اللّٰـهِ وَلَا تَـفَـكَّرُوْا فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ فَتَهْـلِكُوْا [طبرانی ، ابن عدی ، بیہقی وغیرہ بحوالہ مقامع الحدید ص ۴۱]	اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اُس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے]

[اُس کی صفات میں فکر ، ذات ہی میں فکر ہے ۔ اور ادراکِ کُنہِ صفات

[بے ادراکِ کُنہِ ذات ممکن نہیں ۔ کہ اُس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال ۔ اسی لیے اُنہیں لا عین و لا غیر کہا جاتا ہے ۔ اور کُنہِ ذات کا ادراک مخلوق کو محال ۔ کہ وہ بِکُلِّ شَئٍ مُّحِیط ہے ، کوئی اُسے محیط نہیں ہوسکتا ۔ لاجَرَم کُنہ صفات کا بھی ادراک محال ــــ [الملفوظ حصہ دوم ص۵۴،۵۵]]

اور جلد پنجم میں فرمایا

[ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جاہلوں سے اگر کوئی مسئلۂ ذات وصفات ، عقائد اسلامیہ کے متعلق ، پوچھو تو جواب پہلے بتا دو ــــ [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۶۱]]

جب یہ مسئلہ ایسا **دشوار** ہوا تو اس **دشواری** کے سبب وہ **قول معتمد آیا** کہ

ومن جهِل صفةً من هذه الصفات ونفاها غيرَ مستبصر فيها **فاختلف** العلماء فى تكفيره ــــ **والمعتمد** عدمه ، فان هذا الجهل لا يُخرجه عن اسم الايمان ، وان كان يخرجه عن كمال الايقان ، ولم يعتقد ذالک اعتقادا يقطع بصوابه و يراه دينا و شرعا [المعتقد المنتقد ص ۵۰]

جو شخص اللہ ۔ عَزَّوَجَلَّ ۔ کی صفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت سے غافل ہے اور ناسمجھی میں ایسی بات بول گیا جس سے کسی صفت کی نفی ہوتی ہو تو علماء کا اس کی تکفیر میں اختلاف ہے ۔ اور معتمد ، عدمِ تکفیر ہے ۔ کیونکہ یہ غفلت ، گو کمالِ ایقان سے اُسے خارج کرے ، تاہم ایمان سے خارج نہیں کرتی ، اور جو نفی کی بات بول گیا اُس کا اُس نے ایسا اعتقاد نہیں کیا جس کے صحیح ہونے کا اُسے یقین ہوا اور وہ اُسے دین وشرع مانتا ہو

خود شفا شریف میں جس سے یہ مسئلہ المعتقد میں منقول ہوا ، اس حکم کی وجہ ، اس کی دشواری ہونے ، کی طرف اشارہ مذکور ہے

لـو بُـوحِـث اکثـرُ الـناس عن الصفات لَـمَـا وُجِـدَ مَـن یـعلمھا الاالقلیل [شفا ج۲ ص ۲۹۳]

زیادہ تر لوگ ایسے ہی ہیں کہ اُن سے صفات کے بارے میں پوچھا جائے تو کم ہی باخبر ملیں گے

تو نہ یہ مسئلۂ صفات ، ناسمجھ کے حق میں ، ضروریِ دینی ہونے سے خارج ہوا ، اور نہ ضروریاتِ دین کے انکار میں منکر کی جہالت اس کی عدم تکفیر کے لیے ڈھال ہوئی ـــــ جیسا کہ سائل نے سمجھا اور لکھ دیا کہ

تاویل باطل وشبہ فاسد دراصل امر حق سے جہالت پر مبنی ہے جبکہ الشفاء میں عند الامام الاشعری۔رَضِـیَ الـلّٰـہُ تَـعَالیٰ عَنْہُ۔ جہالت کو عذر جانتے ہوئے کافر ہونے سے مانع بتایا گیا ہے ـــــ [گیارہ سوالات ص۲۱]

اور یہ فرق بھی نہ جانا کہ امرِ صفات میں عامی ناواقف لوگ جو توہمًا بول جاتے ہیں اس کے لیے ان کے ذہن میں کسی تاویل باطل یا شبہ فاسد کا گذر نہیں ہوتا ـــــ تاویل باطل وشبہ فاسد سے آلودہ ذہن گمراہ لوگ ہوتے ہیں جن کا بیان شفا شریف میں نیز المعتقد میں اس کے بعد فرمایا کہ

ومن اثبت الوصف ونفی الصفة علی طریق التاویل الفاسدو الخطأ المفضی الـی الھـواء والبـدعة فھـذا مـمـا اختـلف السلف والخلف فی تکفیر قائلہٖ و معتقدہٖ [المعتقد المنتقد ص۵۰]

اور جو وصف کو مان کر صفت کی نفی ، تاویلِ فاسد اور ایسی خطا کی راہ سے کرے جو خواہش اور بدعت کی طرف منجر ہو ، تو ایسے عقیدے والے کی تکفیر میں سلف و خلف مختلف ہیں

اورانھیں کوآخر میں فرمایا کہ

لانھم باعتقادھم ما یخالف الحق ممالایکفرون بہ فساق ضلال عصاۃ اصحاب کبائر	یہ لوگ ایسا عقیدہ ، جس پر ان کی تکفیر نہیں مگر ہے وہ حق کے خلاف ، رکھنے کے سبب فاسق ہیں گمراہ ہیں نافرمان ہیں کبیرہ گناہ والے ہیں ـــــ
[المعتقد المنتقد ص۵۱]	☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

● مقامع الحدید میں رد والزام کے سوا امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ زید جس کے اقوال سے سوال ہے اس نے صراحۃً ضروریات دین کا انکار کیا ـــــ اپنی فہمِ نافہم سے گڑھ لینا کہ

ایک شخص نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار کیا تھا

اوراس گڑھت پر اختراعِ شبہ کے جوش میں یہ تہمت امام اہلسنت پر رکھ دینا کہ

اس کے باوجود اعلیٰ حضرت نے اس کی تکفیر سے توقف کرنا پسند کیا [گیارہ سوالات ص۱۶]

یہ کونسا دین ہے؟...... کیسی دیانت ہے؟...... کیا یہی خوفِ آخرت ہے؟...... یہاں زبان قابو و اختیار میں ہے......جو چاہو بول لو......جو چاہو لکھ دو......مگر یہ بتاؤ کہ غیر متعلقہ عبارات کی حرف بہ حرف نقل میں تو وہ زور وشور تھا ـــــ یہاں ٹھنڈا کیوں پڑا اور خلاصہ پر اکتفا کیوں ہوا؟...... ہاں یہ کہو کہ اختراع شبہ کے لیے اس کے سوا یہاں چارہ نہ تھا۔

خیر ہم سے سنئے زید جس کے قول سے سوال تھا اُس پر حکم میں ـــــ امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ نے زیرِ **تنبیہ النبیہ** اُس کے اقوال تین طرح کے گنائے ۔بعض کفر لزومی ۔بعض وہ صریح کلمات کفر جن کے بیان میں زید کی طرف سے کوئی ایسا لفظ آ گیا جس

نے زید کی طرف ان کی نسبت میں احتمال بعید پیدا کردیا۔اور قسمِ ثالث کے بارے میں امام اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ کے الفاظ یہ ہیں

و منها مالا عذر فيه لزيد ، كالاقوال الاربعة الاُوَل و غيرها ، فانه قد ناضل فيها ضرورياتِ الدين ، وقد علمتَ انه اذا كان عن علم وعَمَد و طوع ، ولا ريب في وجودها ههنا ، فلا تنفع العزائم

ـــــ [مختصرً افتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۷ ص ۱۷۹ ، مقامع الحدید ص ۵۴]

اس ''قد ناضل '' سے بڑھ کر اور کوئی لفظ امام اہلسنت کا زید کے بارے میں نہیں ہے۔اور اُسے اسلام کا اقرار تھا اور جو قوس قلم سے سہم مبانی وہ نکالے جو ضروریات دین پر پڑے یعنی فلسفے کے مخالف اسلام نظریات کا ایراد کیا انہیں نیا چرہ وقادیانیہ ودیابنہ کی طرح اپنے مزعوم اسلامی عقیدے کے بطور نہ لکھا تو جس طرح ایراد مقید بہ مثل عندہم مع امارت ظاہرہ قبول نے برأت و بیزاری کا احتمال دیا اور التزام نہ رکھا اسی طرح اس سے ادون احتمال عدم نیت واعتقاد نے مطلق میں ورود کیا اور نہایت نازل احتمال عدم التزام ہونے اور اس حکایت ضعیفہ کے آنے کو گنجائش دی ـــــــ اور ردعذر رأسًا اس کی بے اعتباری کو مستلزم نہیں جیسا کہ ذی نظر صاحب بصیرت پر مخفی نہیں

جبکہ قادیانیہ ، دیوبندیہ اپنے اقوالِ کفریہ کے خود بادی وموجد تھے ، اور انہیں اسلامی عقیدہ ثابت کرنے کے درپے تھے ـــــ تھانوی صاحب سے سائل نے عقیدہ ہی پوچھا تھا کہ سوال میں لکھا ـــــ ''زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے'' ـــــ تو جواب میں اس عقیدہ کو انھوں نے جیسا بتایا یعنی حضورِ اقدس ﷺ۔ کے علم غیب کو بچوں ، پاگلوں ،

جانوروں سے ملایا ـــــ یہی اُن کے نزدیک اسلام کا عقیدہ ہوا ـــ معاذ اللہ ـــ پھر نیت نہ ہونے کو گنجائش کہاں؟ ـــــ کہ وہ حکایتِ ضعیفہ وارد ہوا اور عند اللہ کا فر نہ ہونے کا نہایت ضعیف و مضمحل احتمال لائے۔

تحذیر الناس کو دیکھئے کہ وہ بھی سوالِ عقیدہ کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر اس میں شروع کلام اسی سے ہے کہ

> عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں [تحذیر الناس ص ۳]

یہ صحابہ سے لیکر آج تک سب مسلمانوں کا عقیدہ ہی ہے کہ ... حضور اقدس ﷺ سب میں آخری نبی ہیں ... اسی کو نانوتوی صاحب نے جاہلوں کا خیال بتایا کہ لکھا **عوام کے خیال میں**

نیز نانوتوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے اسی وصفِ کریم یعنی ''آخری نبی ہونے'' میں کوئی فضیلت نہیں مانی ، کہ لکھا

> تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں [تحذیر الناس ص ۳]

معاذ اللہ

اور یہ ''بالذات'' کا شاخسانہ دھوکہ دینے کو بڑھایا۔ آگے تصریح کردی کہ یہ مقامِ مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں ، لکھتے ہیں

> پھر مقامِ مدح میں وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ــــ [تحذیر الناس ص ۳]

معاذ اللہ

کیا مقامِ مدح میں صرف ذاتی فضائل مذکور ہوتے ہیں؟ ــــ کیا انبیائے سابقین عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی مدح ، نبوت سے نہ ہوگی؟ ـــــ جو نانوتوی دھرم میں

عرضی ہے؟۔ [حاشیہ الموت الاحمر ص ۲۲]

بالجملہ نانوتوی صاحب سے سائل نے عقیدہ ہی پوچھا تھا اور اُنہوں نے جو لکھا اپنا عقیدہ ہی لکھا ـــــ تو نیت نہ ہونے اور حکایت ضعیفہ سے احتمال اضعف آنے کو راہ کدھر ہے؟۔

یہی حال براہینِ قاطعہ گنگوہی و انبیٹھی صاحبان کا ہے کہ علمِ محیط زمین کا حضور اقدس۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے لیے ماننے کو ایسا شرک کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں ـــــ اور شیطان کے لیے یہی علم ، نُصوصِ قطعیہ سے ثابت مانا ـــــ تو شیطان کا علم میں حضور اقدس۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سے زیادہ ہونا......ہی اُن کا عقیدہ ہوا ـــــ تو نیت و اعتقاد نہ ہونے کو یہاں گزر کہاں ـــــ اور کذب کا فتوائے گنگوہی تو فتوائے گنگوہی ہی ہے۔

تو **دیوبندیہ کی تکفیر قطعی** کلامی اجماعی ......سے **گنجائشِ خلاف** کی ہوس رکھنے والے کسی بھی شخص کو ......"**مقامع الحدید**" میں ذرہ برابر بھی **امان ہرگز نہیں**

● سائل نے بہار شریعت [حصہ دوم ص ۷] کی اس عبارت سے کچھ اقتباس کیا کہ

[فرضِ اعتقادی ، جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے......اور اگر اس کی فرضیت ، دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو......جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماعِ قطعی ہے......ایسا کہ جو اُس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے]

اور فتاویٰ رضویہ کے اس بیان سے کچھ اقتباس کیا کہ

[مجتہد جس شئ کی طلبِ جزمی ، حتمی اذعان کرے......اگر وہ اذعان بدرجۂ یقین معتبر فی اصولِ الدّین ہو......اور اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا مگر مُجمع علیہ جمیع ائمۂ دین

[......تو وہ فرض اعتقادی ہے ......جس کا منکر عِند الفقہاء مطلقًا کافر........ یعنی عامۂ مصنفین اصحابِ فتاویٰ وغیرہ متاخرین کے نزدیک ....اور متکلمین کے نزدیک جبکہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہو ـــــ اور ضروریاتِ دین کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ دینی مسائل جنہیں عوام وخواص سب جانتے ہوں [فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶]

پھر فتاویٰ سے یہ نقل کیا

[بلکہ مذہبِ معتمد ومُحقّق میں استحلال بھی علی اطلاقہٖ کفر نہیں......جب تک زنا یا شُربِ خمر یا ترکِ صلٰوۃ کی طرح اُس کی حرمت ضروریاتِ دین سے نہ ہو......غرض ضروریات کے سوا کسی شے کا انکار کفر نہیں ، اگرچہ ثابت بالقواطع ہو......کہ عندالتحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا......اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین [فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۱۰۱ ج ۵]

[ضروریاتِ دین ، انکا ثبوت قرآنِ عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی ، قطعی الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے ، جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کو راہ ـــــ اور انکا منکر ، یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب ، کافر ہوتا ہے

[فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۳۸۵ ج ۲۹]

پھر نقل واقتباس کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا مسلمان یا کافر ہونا دلیلِ قطعی (قطعی الدلالۃ آیت، قطعی الدلالۃ حدیثِ متواتر، قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ) سے تو ثابت ہو مگر اس کے مسلمان یا کافر ہونے کو عوام وخواص نہ جانتے ہوں تو اس

صورت میں اس کے مسلمان یا کافر ہونے کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ [گیارہ سوالات ص۱۵]

یعنی جس طرح جو مسائل دینیہ نصِ قطعی سے ثابت اور ضروریِ دینی ہوتے ہیں......انکا منکر کافر ہوتا ہے ـــــ اسی طرح جس شخص کا کافر ہونا......اس کے نام و تعیین کے ساتھ......نصِ قطعی سے ثابت......اور ضروری دینی ہو......اُس کے کافر ہونے کا منکر......کافر ہوگا ـــــ ورنہ کسی شخص کے کافر ہونے پر......اُس کے نام یا تعیین کے ساتھ نصِ قطعی ضروریِ دینی نہ ہو......تو ایسے کو کافر نہ ماننے والا......کافر نہیں ہوگا ـــــ یہ ہے سائل کے نتیجے کا خلاصہ......لہذا وہ پوچھتا ہے

اوّلا : یہ بتائیں کہ جس شخصِ معین کا مسلمان یا کافر ماننا دلیل قطعی (قطعی الدلالۃ آیت، قطعی الدلالۃ حدیث متواتر، قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ) سے ثابت نہ ہونے کے سبب فرض اعتقادی نہ ہو اس کو فرض اعتقادی قرار دینا اور اس کے منکر کی تکفیر کرنا شرعاً کیسا ہے؟ ثانیًا: یہ بتائیں کہ جس شخص معین کا مسلمان یا کافر ہونا ثابت بالقواطع نہ ہونے اور تمام خواص وعوام مسلمانوں کے اس کو نہ جاننے کے بسبب ضروریاتِ دین میں سے نہ ہو اس کے مسلمان یا کافر ہونے کو ضروریاتِ دین قرار دینا اور اس کے منکر کی تکفیرِ کلامی کرنا شرعًا کیسا ہے؟ [گیارہ سوالات ص۱۶]

یہاں سائل نے......اشخاص کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی کو......مسائلِ دینیہ کے منکر کی تکفیر کی طرح......بداہتِ دینی پر......موقوف ٹھہرا کر......اشخاص کی تکفیرِ قطعی میں شبہ لایا ـــــ حالانکہ یہ ضلالت آشام ہوسِ خام ہے

وہ ، مسائلِ دینیہ ہیں جن کا قطعی ہونا نص قطعی پر موقوف ہے ، اور ضَروریِّ دینی

ہونا بداہتِ دینی پر موقوف ہے

رہا کسی شخص کا کافرِ قطعی کلامی اجماعی ہونا.........کہ جو اُسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہو جائے.........یہ اُس شخص کے بارے میں.........بالتعیین نصِّ قطعی ضَروریِّ دینی .... ہونے پر ....ہرگز موقوف نہیں۔

شاید ابلیس وابولہب وغیرہ کے کافر ہونے پر.........بالتعیین نص قطعی ضروری دینی دیکھ لیا......تو سمجھا کہ.........تکفیرِ قطعی بس ایسے ہی ثبوت پر موقوف ہے ..... اس کے سوا تکفیرِ قطعی کا ثبوت شرعًا ناممکن ہے۔

بہارِ شریعت ہی میں اسی مقام پر دیکھا ہوتا کہ.........مسئلے کے منکر کی تکفیرِ قطعی کو تو.........اس مسئلے کی بداہتِ دینی پر.........موقوف بتایا ہے ــــــــ مگر کافرِ قطعی کو.........کافر ماننے سے منکر ہونے والے.........کی تکفیر کو.........اُس کافرِ قطعی کی کافریت ....عام خاص سب پر روشن ہونے .... پر موقوف نہیں بتایا۔

وجہ یہ ہے کہ ــــــــ ضروریاتِ دین.......جو دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہیں..........اُن کی بداہت کا دائرہ ، جمیع بلادِ اسلام ہیں ــــــ تو جس مسئلے کی بداہت کا دائرہ ایسا وسیع نہ ہو.........یعنی وہ مسئلہ صرف اہلِ علم پر روشن ہو ....اور عوام پر روشن نہ ہو......تو وہ مسئلہ ، ضَروریِّ دینی نہیں ہوگا ، اور اُس کے منکر کی تکفیرِ قطعی اجماعی نہیں ہوگی۔

جبکہ کسی شخص کا ....اپنے کفری قول یا فعل کے سبب ....صاف صریح واضح کافر ہونا..........اس پر موقوف نہیں.........کہ جمیع بلادِ اسلام.........اُس کی اس ملعون حالت پر آگاہ ہوں ولہذا اُس کا کفر.....اگر طشت از بام ہے........اگرچہ صرف کہیں کہیں ہے......تو اُس

کی تکفیر ....یقیناً قطعی اجماعی کلامی ہے

یہی وجہ ہے کہ امامِ اہلِ سنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ نے..........وہابیہٗ دیوبندیہ کا صریح کفر ....جب طشت از بام دیکھا........تو حسام الحرمین سے بھی تین چار سال پہلے ....تیرہ سو بیس ہجری ۱۳۲۰ھ میں......وہابیہٗ دیوبندیہ کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی فرمائی

اُس وقت تمام بلادِ اسلام کے عوام خواص سب کہاں اس پر مطلع ہوئے تھے؟.......

مگر حکم آپ نے یہی دیا کہ

وبالجملة هؤلاء الطوائف کلهم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال فی البزازيه والدرر والغرروالفتاوی الخيريه ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار فی مثل هؤلآء الکفار من شک فی کفره وعذابه فقد کفر

[المعتقد المنتقد مع شرح المستند المعتمد ص ۲۳۱]

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ **یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماعِ امّت اسلام سے خارج ہیں** اور بیشک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ **جو اِن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے**

اور جیسے......حارث متنبّی کے متعلق.......شفا شریف میں فرمایا

وقد قتل عبد الملک بن مروان الحارثَ المتنبیَ و صلبه ، و فعل ذلک غير واحد من الخلفاء

یعنی عبدالملک بن مروان نے.......حارث کو ،جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا ، قتل کیا اور سولی دی ______ اور کئی خلفاء

والملوک باشباههم ، واجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم و المخالف فی ذلک من کفرهم کافر ....قال القاری:لجحده کفرَهم ــ وقال الشهاب: لانه رضِی بکفرهم
[شفا ص ۲۹۷ ج ۲، نسیم الریاض ص ۵۳۶ ج ۴]

اور بادشاہوں نے ایسوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا ، اور علمائے وقت نے اجماع کیا کہ یہ برتاؤ صحیح ہے ، اور اس برتاؤ میں ایسوں کے کفر کے اعتبار سے جو مخالفت کرے کافر ہے ، کیونکہ اس نے ایسوں کو کافر نہ مانا ، اور ان کے کفر کو پسند کیا

اس کے کفر کو تمام بلادِ اسلام نے کہاں جانا تھا؟ ....مگر اس کے باوجود اُس وقت کے حضراتِ علماء نے........اُس کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی کی ۔

● سائل لکھتا ہے

کوئی شخص کسی مفتی کا بہت زیادہ معتقد ہو اور اس کی تکفیر شخصی کو قطعی اور ضروریات دین میں سے سمجھتا ہو اور اگر کوئی عالم دین ثابت کرے یہ فتویٰ شرعی اعتبار سے درست ہونے کے باوجود ہر مسلمان کے حق میں ایسی ضرورت دینی نہیں ہے کہ جس میں شک کرنے والا ہر عام وخاص کافر ہو جائے کیونکہ مفتی کا فتویٰ ظنی ہوتا ہے مثلاً ــــ فلاں آدمی مدعی الوہیت ہے اور ہر مدعی الوہیت کافر ہے لہذا فلاں آدمی کافر ہے ــــ اس میں پہلا مقدمہ مفتی کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنی ہے جس میں خطاٗ وصواب دونوں کا احتمال ہے اس لیے یہ نتیجہ کہ ’’فلاں آدمی کافر ہے‘‘ ظنی ہے جب تک پہلا مقدمہ قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماعی قطعی الدلالات واضحۃ الافادات سے ثابت نہ ہو تو کیا مذکورہ نتیجہ ضرورت دینی ہو سکتا ہے؟ ــــــ [گیارہ سوالات ص ۷]

یہ سائل کی طویل عبارت کا اختصار ہے جواب بھی بجائے خود طویل ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ

کسی بھی کفر بکنے والے کا کافر قطعی اجماعی ہونا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے اس کی سائل کے نزدیک صرف یہ صورت ہے کہ اس کے کافر ہونے پر اس کے نام یا تعیین کے ساتھ کتاب سنت یا اجماع سے نصِ قطعی متواتر ہو ____ اور اگر نہیں ہے تو اس کا کافر ہونا ظنی ہے۔

یہ سائل کی جہالت ہے یا پھر فریب دہی کہ جس بات کا ثبوت نص قطعی یا بداہت دینی پر موقوف نہیں اس پر بھی نص قطعی اور بداہت دینی مانگتا ہے۔ اس کو دسیوں جگہ اپنی تحریر میں بار بار دہرایا ہے

حالانکہ ثبوت قطعی کے تین ذرائع کا ذکر تو کتب کلام میں متواتر ہے۔ ① خبر صادق ② خبر متواتر ③ حواس سلیمہ .... معدودے چند وہ اشخاص ہیں جن کے کافر ہونے پر ان کے نام و تعیین کے ساتھ نص وارد ہے جیسے ابلیس ابولہب وغیرہ .... تو وہ ثبوت خبر صادق سے ہے ، جو ہم تک متواتر ہو کر آئی ، لہذا ضروری دینی ہوئی۔

ابوطالب کا ایمان نہ لانا بھی اگرچہ شرع میں وارد ہے مگر وہ اس درجۂ ثبوت پر ہم تک نہیں آیا لہذا تکفیر قطعی اجماعی یا ضروری دینی نہیں ہوئی

ان کے علاوہ وہ بے شمار اشخاص و فرق کی صحابہ و ائمہ و علماء نے جو تکفیر کی ان کے قول یا فعل پر کی۔ جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی۔ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔ نے تحقیق الفتویٰ میں یزیدیوں کی ان کے افعال پر اور صاحبِ تفویت کی اس کے اقوال پر تکفیر کی۔

ضروریاتِ دین میں سے کسی بھی ضروریِ دینی کا انکارِ التزامی قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے ...... جیسا کہ اس کے نصوص کتاب میں ہم نے جا بجا نقل کئے ...... اور ضروریات دین کی بداہت دینیہ ...... یعنی عوام وخواصِ اہلِ اسلام سب پر اُن کا روشن ہونا ...... اُن کے اثبات سے مستغنی کرتا ہے .... امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ فرماتے ہیں

تنبیہ جلیل

مسلمانو! اصل مدارِ ایمان ، ضروریاتِ دین ہیں ـــــ اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقا ہر ثبوت سے غنی ہوتی ہیں، یہاں تک کہ اگر بالخصوص اُن پر کوئی نصِ قطعی اصلا نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر ہے [فتاویٰ رضویہ رسالہ ردالرفضہ ص ۵۲۶ ج ۱۰]

تو قائل کی بولی میں جو معنیٰ ہے وہ اگر ضروریاتِ دین کے خلاف ہے اور صراحۃً ہے تو اس کا کفر ہونا بیشک ضروریات دین میں سے ہے۔

رہا یہ کہ اس بولی کا یہی معنیٰ ہے .... یہ شعبۂ بداہت دینیہ سے متعلق بات نہیں .... بلکہ شعبۂ عرف وزبان کی بات ہے ...... تو اس کی قطعیت کو نص قطعی یا بداہت دینیہ پر موقوف ٹھہرانا حماقت ہے یا پھر فریب دہی ۔ یہاں قطع بداہتِ عرف ولغت سے آئے گا ، اور بداہت تواتر عرف ولغت یا قرائن قطعیہ سے آئے گی ، اور تواتر بیشک علم قطعی یقینی بدیہی کا افادہ کرتا ہے ،

یونہی قائل سے اس بولی کے بالالتزام صدور کا ثبوت اس پر موقوف نہیں کہ نص قطعی یا بداہت دینی اس صدور کو بتائے تب یقین ہو ـــــ بلکہ یہ بھی بداہت عرف سے

متعلق بات ہے ـــــ تو قائل سے اس بولی کا صدور اگر طشت از بام ہو تو اس تواتر سے بداہۃً یقین ہوگا کہ یہ بولی اسی قائل کی ہے

خلاصہ یہ کہ **تعین معنیٰ اور نسبت بداہت دینیہ سے متعلق امر نہیں** کہ وہ نہ ہو تو قطع نہ ہو **بلکہ بداہت عرف ولغت سے متعلق امر** ہے تو نسبت وتعین پر اگر یہ **بداہت شاہد ہے** تو اس راہ سے **تکفیر کا قطعی ہونا** بے شک حاصل ہے ......اور **بداہتِ دینی نہ ہونے کے حوالے سے تکفیر کو ظنّی ٹھہرانا باطل ہے**......الحاصل یہ بولی اسی قائل کی ہے جو بالالتزام اس نے کہی ہے......اور......اس بولی کا یہی معنی ہے.....اس پر قطع ویقین اس بداہت عرف ولغت وقرائن قطعیہ سے آئے گا.......اور......اس معنیٰ کا کفر ہونا بداہتِ دینیہ سے آئے گا......یونہی منکر ضروریاتِ دین کافر ہے........یہ بھی بداہتِ دینیہ سے ہے........تو اب مثلاً یہ صغریٰ کہ

ـــــ دیابنۂ اربعہ ، منکرِ ضروریاتِ دین ہیں ـــــ

ہرگز ظنی نہ ہوا ، کیونکہ یہ کسی عالم دین کے اجتہاد پر مبنی نہیں ہے ، بلکہ بداہت سے ثابت ہے ، لہذا قطعی یقینی ہے ، تو وہ نتیجہ بھی کہ ....**یہ لوگ کافر ہیں**............ بیشک **قطعی یقینی** ہوا

● دیوبندیہ کی عبارتوں میں ضروریاتِ دین کا انکار ہے ، اور صراحۃً ہے ، حضورِ اقدس ﷺ کی توہین ہے ، اور متعین ہے ـــــ الموت الاحمر میں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ سے منقول فتویٰ میں ہے

「 محقق حیث اطلق نے فتح میں فرمایا 」

مَا غَلَبَ استعمالُه فِی معنًی بحیثُ یَتبادَر حقیقةً او مجازًا صریحٌ ، فان لم یُستعمَل فی غیره فاولیٰ بالصراحة	[جس لفظ کا استعمال کسی معنی میں اکثر بیشتر ہو ، یوں کہ اس لفظ سے وہ معنی بطور حقیقت یا مجاز فورًا سمجھ میں آتا ہو تو وہ صریح ہے ، [یعنی متبین] ، پھر اگر اس کا استعمال کسی اور معنیٰ میں ہو ہی نہیں تو وہ اعلیٰ درجہ صریح ہے ، [یعنی متعین]]

براہین قاطعہ و حفظ الایمان کے اقوال ـــــ یقینًا قسمِ دوم سے ہیں ـــــ جن کی نسبت علمائے کرام مکۂ معظّمہ و مدینۂ مُنورہ حکم فرما چکے کہ ـــــ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ ـــــ جو ان کے کفر و استحقاقِ عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ـــ [الموت الاحمر ص ۵]

یہ دیوبندیوں کی بولیوں کا معنیٔ کفر و توہین میں متعین ہونا کیا امام اہلسنت کے اجتہاد سے ثابت ہے؟ کہ ظنی قرار پائے ـــــ ہرگز نہیں۔ بلکہ بداہت سے ثابت ہے۔ ولہذا قطعی یقینی ہے کیونکہ لفظ کا کسی معنیٰ میں تبیُن یا تعین یہ عرف و محاورہ و زبان و بیان کی بات ہے اور جو بات جس شعبہ کی ہو یا جہاں سے متعلق ہو اس میں اسی شعبہ والوں کی یا وہیں کے لوگوں کی بات لی جاتی ہے۔

زید نے تمہارے شہر میں ہزاروں کے مجمع میں بت پوجا ـــــ تو کیا یہاں ان ہزاروں کی بات نہیں مانو گے؟ اور یہی پوچھو گے کہ وہ ہزاروں مجتہد ہیں یا نہیں؟ ـــــ اور کیا یہی کہو گے کہ ہوں بھی تو اُن کا زید کے کافر ہونے پر یہ اتفاق ، اجماع قطعی للصحابہ نہیں؟ ـــ یا تمہارے شہر کے عالمِ دین نے زید کے بت پوجنے پر ہزاروں کی یک زبان

متفق اللسان عینی خبر سے زید کی تکفیر کی ، تو وہاں اپنی آنکھیں اندھی اور کان بہرے کر کے یہی کہو گے؟ کہ بت پوجنے والا بیشک کافر ہے مگر ـــــ زید نے بت پوجا لہذا زید کافر ہے ـــــ یہ اُس عالم دین کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنی ہے؟

اگر نہیں اور ہر گز نہیں تو قادیانی ودیابنہ نے جو اپنی بولیوں سے ـــــ عالم آشکار ـــــ دیو کفر لعین کو پوجا ـــــ جس کے سبب امام اہلسنت اور علمائے حرمین شریفین وغیرہ ۔شَکَرَ اللّٰہُ مُسَاعِیَھُمُ الجَمِیْلَۃ ۔نے ان لوگوں کو کافر کہا ، اور ان لوگوں کی تکفیرِ قطعی اجماعی کا حکم دیا ـــــ یہ کیوں ظنّی ہوجائے گا۔

لفظ کا ظاہرِ معنیٰ تو ہر کس و ناکس اپنے روزمرہ کے محاورہ و عرف سے خوب جانتا پہچانتا ہے ـــ کہ وہ اس کے لیے بدیہی ہوتا ہے ـــ ولہذا علامہ فضل حق خیرآبادی۔عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان ۔نے .... دہلوی کی بولی میں توہین کا معنیٰ ظاہر و متبادر ہونا .... بیان کر کے فرمایا

کسے کہ دلالتِ ایں کلام را بر استخفاف انکار کند ، یا زبان نمی فہمد و متبادِر از سیاقِ کلام نمی داند ، یا بے چارہ معنیٰ استخفاف نمی داند ، یا متعنّد است کہ بانکارِ ضروریات باکے ندارد۔

[تحقیق الفتویٰ فارسی ص ۳۷۷]

جو شخص اِس بولی کی توہین کے معنیٰ پر دلالت کا انکار کرتا ہے ، وہ یا تو ، زبان نہیں سمجھتا اور سیاقِ کلام سے جو معنیٰ مُتبادِر ہے اُسے نہیں جانتا ، یا بے چارہ یہی نہیں جانتا کہ توہین کسے کہتے ہیں ، یا سرکش ہے کہ **بدیہیّات** اور کھلی ہوئی باتوں کے انکار میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتا۔

اور تعیُّن پر بھی واقفانِ زبان ۔تواترِ لُغت یا قرائن قطعیہ سے وقوف پا لیتے ہیں۔

تنقیح وتوضیح میں حضرت صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ۔ نے فرمایا

(وهذا باطل) ای ماقيل ان الدليل اللفظی لا يفيد اليقين (لان بعض اللغات بَلَغَ حدَّالتواتر) كاللغات المشهورة، غاية الشهرة، فكل تركيب مؤلّفٍ من هذه المشهورات قطعیٌّ، ومن ادّعی ان لاشئ من التركيبات بمفيد للقطع بمدلوله، فقد انكر جميع المتواترات، كوجود بغداد، فماهوالا محض السفسطة والعناد. [مختصرًا توضیح تلویح ص ۲۹۵]

یہ اعتراض........کہ دلیل لفظی مفید یقین نہیں........ باطل ہے۔ اس لیے کہ بعض لغات ، حد تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں جیسے نہایت مشہور لغات۔ تو جو کلام بھی ان مشہورات سے مرکب ہوگا وہ متعین ویقینی ہوگا ـــــ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ کوئی کلام بھی اپنے معنیٰ میں متعین ویقینی نہیں ہوتا اُسے تمام متواترات سے انکار کرنا پڑے گا مثلاً شہر بغداد کے وجود کا علمِ یقینی جو تواتر سے حاصل ہے اس کا بھی وہ انکار کرے گا۔ اور یہ نری دھوکہ دہی اور سرکشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اوراس کے ذیل میں علامہ تفتازانی نے تلویح میں فرمایا

فيجوز ان ينضمّ اليه قرينة قطعيةُ الدلالةِ علیٰ انّ الاصل هو المراد بہٖ، و حينئذٍ يُعلم قطعا انّ الاصل هوالمراد، والّا لزِم بُطلانُ كون المتواتر قطعيا، لانه

لفظ کے ساتھ ایسا قرینہ ہوسکتا ہے جو یقینی طور پر بتائے کہ اس لفظ سے اصل معنی موضوع لہ ہی مراد ہے۔ اور جب ایسا ہوگا تو تعیّنِ مراد کا علمِ قطعی یقینی حاصل ہوگا ـــــ ورنہ پھر لازم آئے گا کہ متواتر بھی قطعی یقینی نہ ہو ـــ اس لیے کہ

خبرٌ انضم الیه قرینة دالة علی تحقق معناه قطعا ، و ھی بلوغُ رُواتِہ حدّا یمتنع تواطؤُھم علی الکذب ، فاذا لم یکن مثلُ ھذا الکلام قطعیَّ الدلالةعلی انّ معناہ ھو المراد ، لم یکن المتواتر قطعیا [توضیح تلویح ص ۲۹۵]

متواتر کیا ہے؟ ایسی خبر ہے جس کے ساتھ ایک قرینہ لگ گیا اور وہ قرینہ اس خبر کے معنیٰ کا قطعی یقینی ہونا بتاتا ہے وہ قرینہ کیا ہے؟ مخبرین کا اس حد کو پہنچ جانا کہ اُن کا جھوٹ پر ایکہ کر لینا عقل محال جانے ـــــ تو جب ایسے قرینۂ قطعیہ کے حامل کلام کی تَعیُّنِ معنی پر دلالت ، قطعی یقینی نہ ہوگی تو متواتر بھی قطعی یقینی نہیں رہ جائے گا۔

اور کونسا معنیٰ کفر ہے؟ ـــــ یہ اصولِ دین سے متعلق بات ہے۔ دین سے لگاؤ رکھنے والے بلا تنبیہ یا با دنیٰ تنبیہ اسے بھی جان لیتے ہیں

[عقائد معلوم و متعین ہو چکے ـــــ جو متون یا تراجمِ ابواب و فصول و فہرست وفذلکۂ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا مُعتقَد ہوتا ہے ـــــ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۲۴، ۱۲۵]]

تو کسی لفظ کے معنئ کفر میں تَبیُّن یا تعیُّن کا فیصلہ اب کسی اجتہادِ متجدّد پر موقوف نہیں ـــــ ولہذا نہ صرف صاحبانِ بصیرت حضراتِ علماء دانایان زبان و بیان بلکہ ان کی صحبت سے اکتسابِ فیض کرنے والے واقفانِ زبان بھی اس پر آگاہ ہوتے ہیں۔

قادیانیہ و دیوبندیہ کی بولیاں بہ تواترِ لغت و محاورہ ایسی ہی معنی کفر میں متعین تھیں کہ امامِ اہلسنت اور علمائے حرمین شریفین نے ان کے قطعی یقینی اجماعی کافر ہونے کا فتویٰ دیا ـــــ مثلاً خفض الایمان کی یہ بولی

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل ، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے (الی قولہ) اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ــــ [حفظ الایمان ص ۷] معاذ اللہ

اس عبارت میں علمِ غیب کی دو ہی قسمیں کیں۔ایک کل علمِ غیب ــــــ دوسرے بعض علمِ غیب ــــــ کل علمِ غیب کو عقلی و نقلی دلیلوں سے حضورِ اقدس ﷺ کے لیے باطل بتایا ــــــ رہا بعض علمِ غیب تو اسے حضورِ اقدس ﷺ کے لیے باطل نہیں بتایا بلکہ حضور کے بعض علمِ غیب کے لیے یوں منہ بھر کر بک دیا کہ ــــــ اس بعض علمِ غیب میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو یعنی ہر خاص و عام شخص کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی سب جانوروں اور چار پایوں کو بھی حاصل ہے۔

یہ کتنی گھنونی گالی اور کھلی گستاخی ہے جو دیوبندیہ کی زبان و قلم سے نکلی، دیوبندیہ نے کس ناپاک جرأت و جسارت سے حضورِ اقدس ﷺ کے علمِ پاک اور عام انسانوں بچّوں پاگلوں اور جانوروں کی معلومات میں برابری کی ، اور بُری تشبیہ دی

ــ

کیا وہ نہیں جانتے کہ عام انسان وغیرہ وہ مخلوقات جن کا انہوں نے نام لیا انہیں

غیب کی کوئی بات اگر معلوم ہوگی بھی تو **محض ظنّی و تخمینی** ہوگی **گمان** کے طور پر ہوگی۔

غیب کی باتوں کا **علمِ یقینی** تو **اصالۃً خاص انبیائے کرام**۔ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام۔ کو ملتا ہے اور غیرِ انبیاء کو غیب کی جن باتوں پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیائے کرام۔ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلام۔ کے بتانے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ۔عَزَّ وَجَلَّ۔ ارشاد فرماتا ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [پ۲۹ ع۱۲]	اللہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ص [پ۴ ع۹]	خدا اس لیے نہیں کہ اے عام لوگو! تمھیں اپنے غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جس کو چاہے چُن لیتا ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں قرآن عظیم کو جھٹلایا ـــــــ بچّوں پاگلوں کی ایک دوحرفی معلومات اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے علم کے چھلکتے دریاؤں میں کچھ فرق نہ کیا اور صاف بک دیا کہ ـــــــ **بعض علمِ غیب میں حضور** صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو عام انسانوں، تمام بچّوں، پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ معاذ اللہ۔

پھر اس بولی کے معنیٰ کفر و توہین میں فی نفسہٖ متعین ہونے پر ...... حضراتِ علماء

دانایانِ زبان و بیان اوران کے صحبت یافتگان واقفانِ زبان کے تواتر......کے علاوہ ایک قرینۂ قطعیہ وہ ہے......جس سے اس بولی کا معنئ کفر وتوہین میں متعیّن ہونا ہر کس و ناکس پر عیاں ہے ـــــــ وہ کیا ہے؟ ـــــــ یہ کہ ان لوگوں کے سامنے ان کے رد ہوئے تکفیریں ہوئیں ، سارے کہ سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں ، دانتوں پسینے آئے ایڑی چوٹی کے زور لگائے ، مگر کفر نہ ہلنا تھا نہ ہلا ، اوران بولیوں میں کوئی اسلام کا پہلو نہ نکلنا تھا نہ نکلا ـــ تو وہ صغریٰ کہ

ـــــ یہ لوگ ضروریاتِ دین کے منکر اور صریح توہین کے مرتکب ہیں ـــــ

کیا ہر شخص کے لیے بدیہی نہ ہوگیا؟ ـــــــ کہ اُدھر تواتر دیکھ رہا ہے اور اِدھر حالات کا قرینۂ قطعیہ ـــــ اور کبریٰ یعنی

ـــــ منکرِ ضروریِ دینی و گستاخِ یقینی کافر و مرتد ہے ـــــ

یہ مسلّمہ روشن و بدیہی ـــــ تو اپنے ہی ایمان و علم بدیہی سے........ یہ نتیجہ کہ

ـــــ دیوبندیہ بیشک کافر ہیں ـــــ

مسلمان کے لیے قطعی و یقینی ہوا ـــــ تو اسے ظنی و تخمینی کہنے کا کسی کو کیا منہ رہا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی سچی محبت اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت دے ـــــ سچی محبت جب دل میں جاگزیں ہوتی ہے تو اسے ایمانی فیصلہ کرتے دیر نہیں لگتی ـــــ حضرت شاہ عبداللطیف دہلوی ثم ستھنی ۔عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان ۔نے جب دیوبندیوں کی کتابیں دیکھیں اور اُن پر فتوائے حُسام الحرمین ملاحظہ فرمایا ـــــــ یہ شبہ یہ وسوسہ کہ ......یہ ایک عالم یا چند علماء کا اجتہاد ہے........اُنہیں آڑے نہ آیا ـــــــ بلکہ اپنی محبتِ ایمانی و نور

ِ ایقانی سے صاف فرمایا کہ

[یہ تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا ہم پر احسان ہے کہ ـــــ اِن عباراتِ کفریہ پر ـــــ علمائے کرام حرمین طیبین سے بھی فتوائے شرعیہ حاصل فرما کر ...... کتاب حُسام الحرمین میں شائع فرما کر ...... ہم سنیوں کے لیے مزید اطمینان کا سامان بھی مہیا فرما دیا ـــــ اگر یہ فتاوائے مبارکہ ہمارے سامنے موجود نہ ہوتے تو بھی ہم پر اور ہر ایک سنی مسلمان پر فرض تھا ـــــ ان عبارات کو دیکھتے ہی ان کے معانی کو سمجھتے ہی ...... فوراً اِن کو کفر وارتداد اور ان کے لکھنے والوں کو کافر مرتد کہتے ـــــ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ وہابی دیوبندی کافر مرتد ہیں۔ [ترجمان اہلسنت ج ۲ ص ۴۲]]

● تکفیرِ دیوبندیہ سے فرار کرنے والوں نے اسماعیل دہلوی کی بولیوں کے متعلق ـــــ امام اہلسنت اور علامہ فضل حق خیرآبادی کی تحقیق میں ـــــ اپنی جدّتِ فکر کے عصائے کورانہ سے اختلاف کا شوشہ چھوڑ کر اُسے اپنی بڑی ڈھال بنایا تھا ـــــ اور جب **کشف نوری ، تحقیق جمیل** اور **اعلام بہ لزوم و التزام** میں فضلِ الٰہی و کرم رسالت پناہی۔ جـــــلَّ وَعَلا و صلی اللہ علیہ وسلم ۔ سے حق کا آفتاب فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ کی تجلیوں سے دمکتا ہوا آیا شوشۂ اختلاف کو جلا کر خاکستر کر دیا اور ہر ادنیٰ عقل والے پر آشکارا کر دیا کہ ـــــ دہلوی کی بولیوں میں **امام اہلسنت** نے کفر کا **لزوم و تبین** ثابت کیا ہے ـــــ تو یہی **لزوم و تبین** دہلوی کی بولیوں میں **علامہ خیرآبادی** نے بھی ثابت کیا ہے ـــــ تو آسمان سر پر اٹھانے والوں کے سارے لوہے ٹھنڈے پڑ گئے۔

- پھر عقل بھی کوئی چیز ہے ـــــ سالہا سال منتہی کتابوں کی ورق گردانی کیے بغیر بھی آدمی اگر اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ رکھتا ہے تو سوچ سکتا ہے کہ ـــــ ائمہ مجتہدین علی الاطلاق سے بڑھ کر کس کا اجتہاد ہوگا؟ ـــــ اور پھر کوئی مجتہد مطلق اپنے اجتہاد سے جس مسئلہ میں یقین کو پہونچا، غیر مجتہد بلا دلیل اس کا انکار کرے، تو اس پر کیا حکم آتا ہے؟ ـــــ یہی نا! کہ وہ گمراہ قرار پاتا ہے ـــــ اور یہ دیوبندیہ کی تکفیر وہ ہے کہ ـــــ جو نہ مانے کافر ہوجائے ـــــ امام اہلسنت ـ قُدِّسَ سِرُّہٗ ـ فرماتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ ائمہ دین کا ارشاد سناتے ہیں ـــــ دیکھو آخر تمہید ایمان میں کہ

[جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین، و دُشنام دہیِ ربّ العٰلمین و سید المرسلین ـ صَـلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ـ آنکھ سے دیکھی ـــ تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا ـــــ کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سُن چکے کہ ـــــ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ ـــــ جو ایسے کے مُعذَّب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے ـــ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا ـــ لَاجَرَم حکمِ کفر دیا، اور شائع کیا ـــ وَذٰلِکَ جَزَآءُ الظّٰلِمِیْنَ ط ـــ]

دیوبندیہ کی تکفیر اگر اجتہاد سے ہوتی تو اسے نہ ماننے سے ایمان کیوں جاتا؟ ـــــ

اور فرماتے ہیں

[عجب اُن سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ کی شان میں ایسی شدید

ناپاک گالیاں سنتے، اور پھران کی **تاویل کرتے، قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے** ہیں ـــــ **لَاوَاللّٰہِ وہ خود اپنا ایمان** اس دُشنام دِہندہ **پر لٹاتے** ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط [پ۲۸ ع۳]	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں'' ـــــ [فتاویٰ رضویہ ص۱۳۰ ج۱۱]

کتنا صاف ارشاد ہے کہ ـــــ دیوبندیوں کو اُن کفریات پر کافر نہ ماننے سے ایمان چلا جاتا ہے ـــــ تو صاف واضح ہوا کہ ـــــ دیوبندیہ کی تکفیر وہ محض امام اہلسنت کے اپنے اجتہاد سے نہیں۔ کیونکہ اجتہادی حکم کو نہ ماننے سے آدمی گمراہ اگر چہ ہوتا ہے، مگر اُس کا ایمان نہیں لٹ جاتا۔

- اجتہاد سے مجتہد کسی مسئلے میں اگر یقین کو پہونچ جائے تو بھی اپنے مخالف کی تکفیر ہرگز نہیں کرتا ـــــ امام اہلسنت۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ فرماتے ہیں

فھو مع علم الخلاف جازم بالحکم ومع جزمہ بہٖ منکر للاکفار بالخلاف۔	مجتہد جانتا ہے کہ اس مسئلے میں اور لوگ مخالف ہیں، پھر بھی خود حکم پر جزم رکھتا ہے ـــ اور اس جزم کے باوجود، مخالف کی تکفیر نہیں کرتا

اور یہاں دیوبندیہ قادیانیہ پر حکمِ کفر کا جزم و یقین رکھنے والے علمائے اہلسنت،

اس حکم کی مخالفت کرنے والے کی بھی تکفیر یقینی فرمارہے ہیں ـــــــ تو دونوں میں فرقِ زمین وآسمان ہوا۔

وہاں مسئلہ فی نفسہ گنجائش خلاف رکھتا ہے ـــــــ اور یہاں مسئلہ فی نفسہ جزم و یقین کا مقتضی اور گنجائشِ خلاف کا نافی ومنافی ہے ـــــــ لہذا وہاں مخالف کی تکفیر سے صاف انکار معمول وماثور ـــــــ اور یہاں مخالف کی تکفیر پر ائمہ دین کا صریح ارشاد ـــــــ اور وہ بھی جزم ویقین کے ساتھ یعنی اجماعی ، مسطور ـــــــ ہاں خارج سے ایسا احتمال آئے جس سے انکار وخلاف ہی ثبوتِ یقینی کو نہ پہنچے تو امر دیگر ہے ـــــــ مگر انکار وخلاف ثابت ہو ، اور پھر تکفیر نہ ہو ، ایسا ہرگز نہیں ـــــــ بلکہ اس صورت میں تکفیر اجماعی ہے ـــــــ تو کالشمس فی النہار واضح ہوا کہ دونوں مسئلوں میں فرقِ زمین وآسمان ہے۔

- ضروریاتِ دین کا انکار ، بالا جماع کفر ہے۔فتاویٰ رضویہ [ص۲۶۶ج۶] میں ہے

[ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحًا خلاف کرے یہ قطعًا اجماعًا کفر ہے]

توکسی متعین کافر کو کافر جاننا یوں ضروریاتِ دین سے ہے کہ جو بھی اُس متعین شخص کے انکارِ ضروریِ دینی پر مطلع ہے اس پر فرض ہے کہ اُس شخص کو کافر جانے۔

کیوں کہ اُس شخص کے انکارِ ضروری دینی پر مطلع ہو کر پھر اُسے کافر نہ جانا تو اِس نے انکارِ ضروریِ دینی کو ، جو کہ بالا جماع کفر ہے ، کفر نہ جانا۔

جب کہ کفر کو کفر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے .... تو جس نے کفر کو کفر نہ جانا..... وہ خود ضروریِ دینی کا منکر ومخالف ہوا .... تو بے شک کافر ہوا۔

خلاصہ یہ کہ ـــــــ کفر کو کفر جاننا ـــــــ ضروریاتِ دین سے ہے۔اور کسی

کے کفرِ یقینی پر اطلاعِ یقینی کے بعد اُسے کافر نہ ماننا یوں ہی ممکن ہے کہ خود کفر ہی کو کفر نہ مانے ــــــ تو یوں کافر کو کافر ماننا بھی ضروریاتِ دین سے ہوا

فتاویٰ رضویہ [ص ۵۷۸ ج ۹] میں ہے

[اُسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے۔ کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا۔ تو ضرور کفر کو اسلام جانا ، **لعدم الواسطة** ۔ تو اسلام کو کفر جانا۔ **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ**]

یوں ہی مسلمان کو مسلمان جاننا جو بیشک ضروریات دین سے ہے ، اُس کا حاصل ہے اس کے عقائدِ دینیہ ضروریہ کو اسلام ماننا۔ اور عقائد دِینیہ ضروریہ کو اسلام جاننا ، یعنی اسلام کو اسلام ماننا ، بیشک ضروریاتِ دین سے ہے ــ ہاں **مسلمان** کے اعتقاد میں **ضرروياتِ دین** کے علاوہ **قطعیات وظنّیاتِ عقائد** بھی ہیں ــــــ تو جو مسلمان کو کافر کہتا ہے ، اور اعتقاداً کہتا ہے ، نہ کہ بطور سب وشتم ، تو دیکھا جائے گا کہ مسلمان کے کس عقیدے کی بنا پر اسے کافر کہتا مانتا ہے؟ ــــــ تو جس عقیدے کی بنا پر مسلمان کی تکفیر کرے گا اُسی کے اعتبار سے اس پر حکم آئے گا

خلاصہ یہ کہ **مسلمان کو اعتقاداً کافر کہنا ہوسکتا ہے یوں ہو کہ اس کے عقائد دینیہ ضروریہ کو کفر نہ ٹھہراتا ہو ولہذا اصراحۃً ضروری دینی کا انکار نہ ہوا تو اس کی تکفیر قطعی اجماعی نہیں ہوتی ــــــ خوارج اور اگلے روافض ووہابیہ کی عدم تکفیر کی یہی وجہ تھی۔**

جب کہ کافر میں صرف ایک صریح کفری عقیدہ ہو ، باقی تمام

ضروریات دین کا مدّعی و مُقر ہو تو بھی اس صریح کفری عقیدے کو جانتے ہوئے اسے مسلمان کہنا ، بغیر اس صریح کفری عقیدے کو اسلام ٹھہرائے نہیں ہو سکتا۔ تو کافر کے صریح کفری عقیدے کو جانتے ہوئے اُسے مسلمان کہنے میں بلا شبہ کفر کو اسلام ماننا ، یعنی ضروریِ دینی کا یقیناً انکار کرنا ہے۔ ولہذا یہاں تکفیر قطعی اجماعی ہے۔

تو واضح ہوا کہ ــــ تکفیرِ مسلم ...... اور ..... عدمِ تکفیرِ کافر ــ یعنی ① قطعی مسلمان کو۔ معاذ اللہ۔ کافر کہنا...... اور ...... ② قطعی کافر کو۔ معاذ اللہ۔ مسلمان کہنا ــــ ان دونوں میں فرق ہے

سائل نے اس فرق سے آنکھ بند کر کے ایک کا دوسرے سے خلط کیا اور لکھ دیا

> جس کا کافر ہونا قطعی الدلالۃ آیت یا قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابۃ سے ثابت نہ ہو ایسے کافر کو جو شخص مسلمان کہے وہ عند المتکلمین بالاجماع کافر ہوگا یا کہ نہیں؟ اور اگر وہ عندالمتکلمین کافر ہے تو پھر مسلمان کو کافر کہنے والا عندالمتکلمین کافر کیوں نہیں؟ [گیارہ سوالات ص۱۸]

اور نہ جانا کہ کسی کلمہ گو کا مسلمان کو کافر ٹھہرانا اسلام کو کفر ٹھہرانے میں صریح التزامی نہیں ہے لہذا اس کلمہ گو کو متکلمین کافر نہیں کہتے......جبکہ کافر قطعی اجماعی کے قطعی کفری عقیدے پر......خواہ اس سے بالمشافہ دیکھ سن کر...... یا بہ تواتر جان کر مطلع ہو جانے کے بعد......پھر اسے مسلمان ٹھہرانا صراحۃً کفر کو اسلام ٹھہرانا اور صراحۃً ضروریِ دینی کا انکار کرنا ہے.....لہذا ایسے کافر کو مسلمان ٹھہرانے والا قطعاً یقیناً بہ اجماعِ فقہا و متکلمین کافر ہے

● سائل لکھتا ہے

فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد۶ ص۱۱۷تا ص۱۴۷ میں ثابت کیا ہے جو کسی مسلمان کو اعتقاد کے ساتھ کافر کہے وہ عند الفقہاء خود کافر ہے لیکن فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد۶ ص۱۴۷ میں مواقف کے حوالے سے بتایا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا عندالمتکلمین بالاجماع کافر نہیں ہے

پھر اپنی جہالت سے اس کی یہ وجہ تراشتا ہے کہ

پس اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا مسلمان ہونا قطعی الدلالۃ آیت قرآنی یا قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ سے ثابت نہ ہو اس کا مسلمان ہونا ضروریات دین میں سے نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس مسلمان کو کافر کہنے والا عندالمتکلمین بالاجماع کافر نہیں ہے ـــــــــ [گیارہ سوالات ص۱۷ ، ۱۸]

قطع نظر اس سے کہ اجماع سے مراد رائے جمہور متکلمین ہے کیونکہ جو مبتدعین ہمیں کافر کہیں استاذ ابواسحاق اسفرائنی ان کی تکفیر کرتے ہیں جیسا کہ **المعتقد المنتقد** [ص۱۰،۱۱] میں ہے

واتفقوا علیٰ ان ما کان منها [ای المسائل الاعتقادیة] من اصول الدین ضرورة یکفر المخالف فیه ، ومالیس من ذلک فذهب جماعة الی تکفیر المخالف ، و الاستاذ ابو اسحاق الی تکفیر من کَفَّرَ نا

جو عقائد ، ضرویاتِ دین سے ہیں اُن کا منکر و مخالف بالاجماع کافر ہے۔اور جو اصولی عقائد ، ضروریاتِ دین سے نہیں اُن کے مخالف کو بھی ایک جماعتِ علماء نے کافر کہا۔ اور استاذ ابواسحاق اسفرائنی کا ماننا ہے کہ جو مخالف ایسا ہو کہ ہمیں کافر کہتا ہو اس کی ہم

منهم ، وجمهورُا لفقهاء والمتكلمين الی انـه لا یـحـکـم بکفر احد من الـمخالفین فیما لیس من الاصـول الـمعـلـومة ضـــرورة من الدین ، ولکن المخالف فیها یبدع و یفسق	تکفیر کریں گے ، جبکہ جمہور فقہاء و متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ ضروریاتِ دین سے نازل درجہ اصول و عقائد کا جو منکرو مخالف ہوا ایسے کسی کو ہم کافر نہ کہیں گے ، ہاں گمراہ بدعتی فاسق کہیں گے

یہاں بتانا یہ ہے کہ متکلمین کے تکفیر نہ کرنے کی وجہ وہ نہیں ہے جو سائل نے تراشی ، یعنی بداہتِ دینی کا فقدان ...... بلکہ عدم تکفیر کی وجہ ہے ضروریِ دینی کے انکار کا عدمِ التزام ...... جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور اسی کی طرف ''النهی الاکید ''میں امام اہلسنت نے رہنمائی فرمائی کہ

لا یُخـرج الانسـانَ مـن الاسـلام الا جـحـودُ ما ادخلـه فیـه [فتاویٰ رضویہ ص۳۱۱ ج۳ ـــــ اور ایسا ہی بحر رائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ص۲۰۹ ج۵ میں ہے] ـــــ عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اس کا جس کی تصدیق نے اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریات دین کـمـا حـقـقـه العلماء المحققون من الائمة المتکلمین [فتاویٰ رضویہ ص۱۸۸ ج۲]

انـمـا مـحـل الاکـفـار بـاکـفـار الـمسـلم اذا کان ذلک لا عن شبهة او تـــاویـل والا فـلا .	(کسی مسلمان کو کافر کہنا جبکہ بغیر کسی شبہ یا تاویل کے ہو تو اسی صورت میں کافر کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں)
[فتاویٰ رضویہ رسالہ النہی الاکید ج۳ ص۳۱۱]	☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خوارج نے جو سیدنا علی مرتضیٰ ۔ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم ۔ پر تکفیر کی ناپاک جسارت کی وہ کسی ضروریِ دینی کے بالالتزام انکار و نا گواری سے نہ کی ، جیسا کہ فتح القدیر کتاب السیر باب البغاۃ وغیرہ میں ہے ، اس وجہ سے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا گیا۔

جبکہ کافر قطعی اجماعی کو جانتے بوجھتے کافر نہ کہنے میں.........ضروریاتِ دین کا صراحۃً التزامًا انکار اور کفر پر رضا و پسندیدگی ہے .... جیسا کہ شروحِ شفا سے گزرا .... لہذا یہاں تکفیر قطعی اجماعی ہے۔

- سائل لکھتا ہے

> ہوسکتا ہے کہ اس کلمہ میں ایسی ضرورت دینی کا انکار ہو جس پر ائمہ مجتہدین نے تکفیر نہ فرمائی ہو [گیارہ سوالات ص ۲۱]

حالانکہ امام اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہُ ۔ کلیۃً فرماتے ہیں

> [فی الواقع جو بدعتی ضَروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقینًا قطعًا کافر ہے......ضَرویاتِ اسلام مثلًا ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے کا [فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۱۲۳ ج ۱۴]

مگر سائل لکھتا ہے

> کیونکہ فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۸ میں کئی کتب کے حوالہ سے حجیت اجماع کو ضرورتِ دینی قرار دیا ہے مگر اس کے باوجود ائمہ مجتہدین نے اس کے منکر گمراہ فرقوں کی تکفیر نہیں فرمائی ہے نیز فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۹ میں تصریح ہے کہ خوارج ضروریاتِ دین میں تشکیک پیدا کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی

تکفیر نہیں کی گئی۔ [گیارہ سوالات ص۲۱]

حالانکہ یہاں عدم تکفیر کا منشاء عدم التزام ہے......دیکھتے نہیں کہ خوارج کو خلافتِ شیخین سے انکار نہیں جبکہ وہ اجماع ہی سے ثابت ہے

سائل نے فتاویٰ رضویہ میں فواتح سے منقول یہ تو دیکھا کہ

یشککون فی ضروریّات الدین [فواتح الرحموت ص۶۲۲ ج۲]	خوارج ضروریاتِ دین میں تشکیک کرتے ہیں [فتاویٰ رضویہ مترجم ص۲۸۹ ج۱۴]

اور یہ نہ جانا کہ وہ خوارج پر الزام ہے جیسے دہلوی پر لکھا گیا کہ اس کا مذہب ضَروریاتِ دین کو باطل و بے دلیل ٹھہراتا ہے ، امام اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ سبحٰن السبوح میں اسماعیل دہلوی کے کفریاتِ لزومیہ گناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

[اس نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزومی کی سات اصلیں تیار کیں ......

اصل دوم :۔ خدا کے لیے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لیےان سے قصداً اپچتا ہے (ہذیان دوم)____اس اصل کے کفر ، اصلِ اول سے صدہا درجے فزوں ، جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہبِ ناپاک پر اہلِ اسلام کے عامۂ عقائدِ تنزیہ و تقدیس ، کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں ، سب باطل و بے دلیل ۔ [فتاویٰ رضویہ ص۲۶۷ ج۶]]

روافضِ ماضیہ نے خلافتِ حقّہ راشدہ حضراتِ شیخین ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا۔ کا ، جو کہ جمیع صحابۂ کرام ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ اَجۡمَعِیۡن۔ کے اجماعِ قطعی سے ثابت ہے ، انکار کیا ،

تو یہ انکارِ حجیت اجماع کے التزام سے نہ تھا ، بلکہ......یہ اجماع ہوا ہے.....اس کے وہ اپنے ایک شبہ باطلہ سے منکر تھے

یوں ہی خوارج نے امیر المؤمنین سیدنا علیِّ مرتضٰی ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ کے قطعی اجماعی فضائل کا جو انکار کیا ، اس کا بھی منشاء انکارِ حُجِّیت اجماع نہ تھا.....بلکہ اس اجماع کا ہونا ، انہیں اپنے ایک شبہ فاسدہ کے سبب تسلیم نہ تھا ، علامہ بحر العلوم عبد العلی ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں

واما انکارهم المجمع علیه وان کان انکار جلی و نشأ من سفاهة لکن لیس انکارًامع اعترافهم أنه مجمع علیه ، بل ینکرون کونه کذلک لشبهة نشأت لهم ، وان کانت باطلةً فی نفس الامر ، وهی زعمهم أن أمیر المؤمنین علیًاانمابایع تقیة وخوفًاوان کان هذا الزعم منهم باطلًا مما یضحک به الصبیان ، وأمیر المؤمنین علی بریء عن نحوهذه التقیة الشنیعة ،

روافض نے جو مجمع علیہ کا انکار کیا ، وہ اگر چہ امر واضح کا انکار ہے ، اور سفاہت سے پیدا ہے ، مگر اجماعی کو اجماعی مان کر نہیں ہے ، بلکہ اجماعی ہونا ہی انہیں تسلیم نہیں ، ایک ایسے شبہ سے جو انہیں عارض آیا ، اگر چہ واقع میں وہ شبہ باطل ہے ، یعنی ان لوگوں کا یہ زعم کہ شیرِ خدا سیدنا علی مرتضٰی نے افضل الاولیاء حضرتِ صدیق اکبر ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ۔ کے ہاتھ پر محض براہِ تقیّہ ڈر سے بیعت فرمالی تھی ، یہ ان کا زعم اگر چہ باطل ہے ، جس پر بچے تک ہنستے ہیں ، اور امیر المؤمنین شیر خدا اس جیسے شنیع تقیہ سے بَری ہیں ،

واللّٰه هو برئ لاريب في أنه برئ ، فهذه الشبهة وان كانت شبهة شيطانية وانما جرأهم عليها الوساوس الشيطانية ، لكنها مانعة عن التكفير،وانما الكفر انكار المجمع مع اعترافه أنه مجمع عليه من غير تاويل ، وهل هذاالا كما اذا أنكر المنصوص بالنص القطعي بتأويل باطل ، وهوليس كفرًا ، كذا هذا ،

ومن ههنا ظهر لك سر عدم تكفير الخوارج مع أنهم ينكرون ماأجمع عليه قطعًامن فضائل أمير المؤمنين علی ، و ينسبونه الى الكفر مع أن ايمانه وفضائله ثابتة كالشمس و مجمع عليه اجماعًا قطعيًا [فواتح الرحموت ص ۲۹۴ ج ۲]

خدا کی قسم بَری ہیں ، اُن کے بَری ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ، تو یہ شبہ اگر چہ شیطانی ہے ، جس پر روافض کو جری نہیں کیا مگر شیطانی وسوسوں نے ، تاہم مانعِ تکفیر ہے

اور کفر ، مجمع علیہ کا وہ انکار ہے ، جو اسے مجمع علیہ تسلیم کر کے ہو ، اور بلا تاویل ہو ــــــــ جبکہ روافض کا یہ انکار تو ایسا ہے جیسے منصوص بہ نَصِّ قطعی کا تاویلِ باطل سے انکار ، کہ وہ کفر نہیں ، یوں ہی یہ۔

یہیں سے تم پر واضح ہو گیا کہ خوارج کو کافر قرار نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ وہ امیر المومنین سیدنا علیِ مرتضٰی ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ۔کے قطعی اجماعی فضائل کے منکر ہیں ، اور تکفیر پر جرأت کرتے ہیں ، جبکہ آپ کا مومن ہونا اور آپ کے فضائل مثلِ آفتاب ثابت اور قطعی اجماعی ہیں۔

نیز روافض کے انکار خلافت کا کفرِ لزومی ہونا بیان کرتے ہوئے امامِ اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہ۔

نے لکھا

[روافض ، اہلِ بیت عِظام وغیرہم چندا کابرِ کرام۔ علی مَوْلَاهُمْ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ کوزبانی دعوؤں سے اپنا پیشوا بتاتے.........اور خلافتِ صدیقی وفاروقی پر اُن کے توافُقِ باطنی سے انکار........رکھتے ہیں [فتاویٰ رضویہ ص۲۶۶ ج۶]

تو یہ ایک شبۂ فاسد سے تحقق اجماع کا انکار رہوا۔ اگر نفس اجماع کی حجیت سے انکار ہوتا تو یہ کہا جاتا........کہ خلافتِ راشدۂ شیخین۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا۔ چونکہ اجماعِ قطعی سے ثابت ہے اور روافض کو حجیتِ اجماع سے انکار ہے اس لیے وہ خلافت کے منکر ہوئے

تو بہ تاویل فاسد تحقق اجماع نہ ماننا اور ہے......اور نفسِ حجیت سے انکار کرنا اور ہے۔

علامہ بحرالعلوم عبدالعلی۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ نے اس مطلبِ شریف کی کلامِ امام فخر الاسلام کی تقریر میں تقریر فرمائی۔ لکھتے ہیں

لفظه الشريف هكذا : فصار الاجماع كآية من الكتاب او حديث متواتر في وجوب العلم والعمل،فيكفر جاحده في الاصل ، ثم هو على مراتب ، فاجماع الصحابة مثل الآية والخبر المتواتر ، واجماع من بعدهم بمنزلة المشهور من الحديث ،

امام فخرالاسلام بزدوی۔ قُدِّسَ سِرُّہ۔ کے مبارک کلمات یہ ہیں: تو اجماع ، وجوبِ علم وعمل میں آیتِ قرآنی یا حدیث متواتر کی طرح ہوگیا ، لہذا اصل اجماع کے اعتبار سے جو اجماع کا منکر ہو وہ کافر ہے ، پھر اجماع کے چند مراتب ہیں چنانچہ اجماعِ صحابہ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ۔ آیت اور خبرِ متواتر کے مثل ہے اور ائمہ مابعد کا اجماع

واذا صار الاجماع مجتهدا فی السلف کان کالصحیح من الاخبار،[فواتح الرحموت ص ۲۹۵ ج ۲]

حدیثِ مشہور کے مرتبہ میں ہے اور اجماع جب سلف میں محلِّ اجتہاد یعنی مختلف فیہ ہوجائے تو وہ خبرِ صحیح کے مثل ہے

پھر اس کی یہ تقریر مع تقریر فرمائی

ان مقصوده قدس سره اَنّ الاجماع مطلقا فی القطعية كالآية والخبر المتواتر وأصله أن يكفر جاحده ، لأنه انكار لحكم مقطوع ، الا أنه لايكفر لعروض عارض ، وأشار اليه بتقييده بقوله فی الأصل ، ولذا لم يكفر الروافض والخوارج ،

ان امام اجل ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ کا مقصود یہ ہے کہ نفسِ اجماع ، قطعیت میں آیت اور خبرِ متواتر کی طرح ہے ، اور اجماع کی اصلیت یہ ہے کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ٹھہرے گا ، کیونکہ وہ حکمِ قطعی کا انکار ہے ، ہاں اگر تکفیر نہیں کی جاتی ہے تو عارض کے آجانے سے نہیں کی جاتی ہے ، اسی طرف اُن امامِ اجل نے اپنے قول میں " فی الاصل" کی قید لگا کر اشارہ کیا ، **اور یہی وہ دقیقہ ہے جس کے سبب روافض اور خوارج کی تکفیر نہیں کی گئی**

ثم بين مراتب الاجماع ، فالأعلى فی القطعية اجماع الصحابة المقطوعُ اتفاقُهم بتنصيص الكل بالحكم

پھر آپ نے اجماع کے مراتب بیان فرمائے ، کہ اعلیٰ درجہ قطعی وہ اجماعِ صحابہ ہے ، جس میں اُن حضرات کا کسی حکم پر متفق ہوجانا قطعی یقینی ہو ، یوں کہ سب نے اس حکم کی صراحت فرمادی ہو

أو بدلالة توجب أنهم اتفقوا قطعًا. وهذا ظاهر [فواتح الرحموت ص ۲۹۵، ۲۹٦ ج ۲]

، یا ایسا قرینہ ہو جو ان حضرات کے قطعی یقینی اتفاق کو مقتضی ہو ، اور یہ ظاہر ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قرینے کی مثال وہیں اوپر بیان فرمائی ہے کہ

السکوتی الذی علم بقرائن الحال ان سکوت من سکت لاجل الموافقة علما قطعیا ، والسکوت علی قتال مانعی الزکوة من هذا القبیل [فواتح الرحموت ص ۲۹۵ ج ۲]

اجماع سکوتی وہ ہے جہاں قرائنِ حال سے اس بات کا قطعی یقینی علم حاصل ہو جائے کہ ساکتین کا سکوت بر بنائے موافقت ہے ، اور منکرینِ زکوۃ سے قتال پر صحابہ کا سکوت اسی قسم کا تھا

ثم اجماع من بعدهم ، وجه الفرق أن الصحابة كانوا معلومين بأعيانهم فتعلم أقوالهم بالبحث والتفتيش ، فاذاأخبر جماعة عدد التواتر حصل العلم باتفاقهم قطعًا ،

پھر ائمۂ مابعد کا اجماع ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ صحابہ بالتعیین معلوم تھے لہذا ان کے اقوال بحث و تفتیش سے معلوم ہو جاتے ، تو جب جماعتِ تواتر خبر دے گی ان حضرات کے اتفاق کا علم قطعی حاصل ہو جائے گا۔

وأما من بعدهم فتكثروا و وقع فيهم نوع من الانتشار فوقع شبهة فی اتفاقهم واحتمل أن يكون هناك مجتهد

رہے ائمہ مابعد تو وہ کثیر التعداد ہوئے ، اور ایک طرح سے پھیلے ہوئے رہے ، تو ان کے اتفاق میں ایک شبہ آیا ، اور یہ احتمال لایا ، کہ ہوسکتا ہے وہاں کوئی مجتہد ہو

لـم يطلع على قوله الناقلون ، لكن لـمـا كـان هذا الاحتمـال بعيدًا لعدم وقوع الانتشار كذلك مع كـون الناقلين جماعة تكفي للعلم صار بمنزلة الخبر المشهور الذى فيـه احتـمـال بـعيد ، وصار أدون درجة مـن اجـمـا ع الـصـحـابة ، [فـواتـح الـرحـمـوت ص٢٩٦ ج٢]

جس کے قول پر ناقلینِ اجماع نے اطلاع نہ پائی ، لیکن یہ احتمال چونکہ بعید ہے ، کیونکہ حضراتِ ائمہ کچھ زیادہ دور دراز مقامات پر پھیلے ہوئے نہ تھے ، اور ان کے اجماع کی ناقل ایک ایسی جماعت ہوئی جو علم یقینی کے لیے کافی ہے ، لہذا یہ اجماع خبر مشہور کے مرتبے میں آ گیا ، جس میں احتمال بعید ہوتا ہے ، اور اجماعِ صحابہ سے دوسرے مرتبہ میں ہو گیا

دیکھو! یہ تنزل نفس اجماع کی حجیت میں کوئی شبہ آ جانے سے نہیں ہوا ، بلکہ شبہ جو کچھ آیا ہے وہ **تحقق اجماع** اور **وقوع و وجود اتفاق** میں آیا ہے ، جس نے اجماع اعلیٰ سے نازل کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ علامہ بحر العلوم ۔ قُدِّسَ سِرُّہ ۔ نے فرمایا

الادلة الـدالة عـلـى حـجية الاجـماع غير فارقةٍ بين اجماع واجماع [فواتح الرحموت ص٢٩٥ ج٢]

حجیت اجماع کے دلائل بلا فرق ہر اجماع کی حجیت کو بتاتے ہیں کسی ایک اجماع کی حجّیت کو نہیں

تو نفس اجماع کی حجیت سے انکار ضرور کفر ہے ......مگر خوارج اور روافضِ ماضیہ وغیرہ کی طرف سے اس کا التزام نہ تھا........اور یہی ان کی عدم تکفیر کی وجہ ہے

اور نظّام جیسوں کا انکار ''عن شبہ'' ہے بہ التزام نہیں ۔ نور الانوار مبحث اجماع میں ہے

[قـد ضـل بـعـض المعتزلة والروافض فقالوا ان الاجماع ليس بحجة لان كـل واحـد مـنهـم يـحتـمـل ان يـكون مخطئًا فكذا الجميع ولا يدرون قوة الحبل المؤلف من الشعرات]

یہ احتمال انوار البروق میں جو نارسائی بیان کی اس کے جملہ اسباب میں سے ہے اور انکار عن شبہ مرتبہٗ احتیاط میں مانع تکفیر ہے

اور اگر نہیں بلکہ حکم بداہت میں نظرین ہیں جیسا کہ تعبیر امام اہلسنت فی الفتاویٰ وعبارت سیدنا امام غزالی فی التفرقہ وغیرہ سے ظاہر و معلوم و مفہوم اثنین ہے تو اس سے عموم سریان کا ایراث اجماع اہلسنت بلکہ جمیع امت کا ابطال ہے ، وہ تکفیر سے داد امان نہیں بلکہ دین وشریعت سے یکسر رفعِ امان وفتح باب خذلان کل الخذلان ہے

ضروریاتِ دین کے انکار پر بھی رسائی نہ پانے کا عذر دکھا کر تکفیر نہ ماننا جو کسی سے حکایت کیا گیا امام اہلسنت نے اس پر صاف صریح فرمایا

هذاان ثبت فكفر قطعًا [المعتقد المنتقد ص ۲۱۴]	یہ اگر ثابت ہو تو بلا شبہ کفر ہے

اور شفا شریف میں فرمایا

قـائـل هـذا كـلّـهٖ كـافر بـالاجـمـاع [مختصرًا شفا ص ۲۸۱ ج ۲]	ان سب باتوں کا قائل بالاجماع کافر ہے

اور علامہ علی قاری۔ عَلَیۡهِ الرَّحۡمَةُ وَالرِّضۡوَان۔ نے فرمایا

وبـقـولـه الـمـقـلـد للكفار لايدخل الـنـار داخـل فـی جـمـلـة لـكـفـرَة	اور کافروں کی تقلید میں کفر کرنے والوں کو جو جہنمی نہ مانا اس سے وہ خود کافروں

[ہامش نسیم الریاض ص۴۹۳ ج۴] | میں داخل ہوا

اور سیدنا امام غزالی۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ مستصفی میں فرماتے ہیں

فان قیل فلو ترک بعض الفقهاء الاجماع بخلاف المبتدع المكفر اذا لم يعلم أن بدعته توجب الكفر وظن أن الاجماع لاينعقد دونه فهل يعذر من حيث ان الفقهاء لا يطلعون على معرفة ما يكفر به من التاويلات **قلنا** للمسئلة صورتان **احداهما** أن يقول الفقهاء نحن لا ندرى أن بدعته توجب الكفر أم لا ففي هذه الصورة لايعذرون فيه اذ يلزمهم مراجعة علماء الاصول ويجب على العلماء تعريفهم

سوال:۔اگر کوئی فقیہ...... کسی ایسے کلمہ گو بدعتی کا...... جس کی کہ تکفیر کی گئی ......اجماع میں خلاف دیکھ کر ......اجماع کو ترک کردے......اس وجہ سے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس بدعتی کی بدعت موجبِ کفر ہے یا نہیں......اور یہ گمان کر بیٹھے کہ......اس بدعتی کے شامل ہوئے بغیر اجماع منعقد نہیں ہوگا ......تو کیا وہ فقیہ معذور ٹھہرے گا؟......اور اس کا یہ عذر سن لیا جائے گا؟ ......اس لیے کہ جس نے صرف فروع کا علم حاصل کیا ، وہ نہیں جانتا کہ ، کون کون سی بات مُوجِبِ کفر ہے

جواب:۔اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں ① فقیہ اگر یہ کہے کہ......میں نہیں جانتا کہ اُس بدعتی کی بدعت موجب کفر ہے؟ یا نہیں؟ تو اس صورت میں وہ معذور نہیں ٹھہرے گا ، کیونکہ اس پر اس سلسلے میں علمائے اصول وعقائد کی طرف رجوع کرنا لازم ہے......اور ان علماء پر اسے بتا دینا واجب ہے......

فـاذا أفتـوا بـكـفـره فعليهم التقليدفان لم يُقنِعهم التقليد فعليهم السؤال عن الدليل حتـى اذا ذكـر لهـم دليلـه فهـمـوه لا مـحالة لان دليله قـاطـع فـان لم يدركـه فلا يـكـو ن مـعـذورًا كـمـن لا يدرك دليل صدق الرسول ﷺ. فانه لاعذر مع نصب اللّٰـه تـعالىٰ الادلة القاطعة ،

الصـــــورة الثانية أن لا يـكـون قـدبـلغته بدعته و عـقيـدتـه فترك الاجمـا ع لـمـخـالـفته فهو معذور فى خطئه وغير مؤاخذ به وكان الاجماع لم ينتهض حجة فى حقـه كمااذالم يبلغه الدليل الـنـاسـخ لانـه غير منسوب

تو جب یہ حضرات بدعتی کے کافر ہونے کا فتویٰ دیں .... فقیہ پر ان کی تقلید و اتباع واجب ہے ....اور اتباع سے اُس کی سیری نہ ہو تو دلیلِ تکفیر پوچھے ....دلیل جب بتا دی جائے گی تو لامحالہ سمجھے گا ....کیونکہ دلیل تکفیر قطعی ہوتی ہے .... اور اگر نہ سمجھے تو معذور نہیں ٹھہرے گا ـــــــــــ جیسے کوئی حضور اقدس ﷺ کی صداقت وسچائی کی دلیل نہ سمجھے تو معذور نہیں ٹھہرتا ہے [بلکہ کافر قرار پاتا ہے] کیونکہ جب اللہ عَـزَّ وَ جَـلَّ کی طرف سے یقینی دلیلیں قائم فرمادی گئیں تو اب کوئی عذر نہیں رہ گیا

② اس بدعتی کی بدعت اور کفری عقیدے کی فقیہ کو اطلاع نہیں پہنچی بنا بریں اس بدعتی کے خلاف کو دیکھ کر فقیہ نے اجماع کو ترک کیا تو فقیہ اپنی خطاء میں معذور ہے اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ اجماع اس کے حق میں حجت ہو کر قائم نہیں ہوگا ـــــــــــ جیسے دلیل ناسخ جب اسے نہ پہنچے ....کہ وہ تقصیر وار نہیں ٹھہرتا ہے

الی تقصیر بخلاف الصورۃ الاولی فانہ قادر علی المراجعۃ والبحث فلاعذر لہ فی ترکہ	بخلاف پہلی صورت کے ......کہ وہ رجوع کر سکتا ہے ، معلوم کر سکتا ہے ، تو ترکِ اجماع میں معذور نہیں ٹھہرے گا

[المستصفی الجزء الاول الاصل الثالث الباب الثانی فی بیان ارکان الاجماع ص ۱۸۴]

● سائل نے خوف وخشیت کے بلند بانگ اظہارات کے ساتھ جوافتر ءات اور نقلِ عبارات وترجمہ میں جو کتر بیونت اور تفریع میں جو اپنے شبہات کے من چاہے مطلب کی سمائی کی ہے یہ اس کے اظہارِ خوف وخشیت کی حقیقت کو اجاگر کر دیتے ہیں۔ مثلاً اس کا یہ کہنا کہ

> علامہ قرافی اور جہالت کو عذر ماننے والے دیگر علماء کے نزدیک ضرورتِ دینی کا منکر اس وقت کافر ہے جب اسے اس ضرورتِ دینی کا علم ہو ________
>
> [گیارہ سوالات ص ۲۵]

یہ علم کی قید اپنے اطلاق پر ماننے کو امام قرافی کا عندیہ بتانا سائل کا افتراء ہے۔ وہ عبارت جس سے سائل نے یہ مطلب آفرینی کی ''امام قرافی'' کی نہیں ، بلکہ حاشیہ ''ابن الشاط'' کی ہے۔ امام قرافی مالکی ۔عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان ۔کی اپنی کتاب ''انوارالبروق فی انواع الفروق'' ص ۱۱۷ میں عبارت وہ ہے جو سائل نے ماتن کے نام سے لکھی یعنی

> ولا یُعتقد انّ جاحدَ ما اُجمع علیہ یکفر علی الاطلاق بل لا بد ان یکون المجمع علیہ مشتہرًا فی الدین حتیٰ صار ضروریًا

اس عبارت میں امام قرافی نے ....جو مسئلہ قطعیہ حد ضرورت کو نہ پہونچا اُس کے منکر کو کافر ماننے سے روکا.....اور بتایا کہ قطعی اگر ضروریاتِ دین سے ہو تب اس کے منکر کو کافر مانو ____

اور یہ آپ نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ

ویکون الکفر بفعلٍ کالسجود للصنم او جحد ما علم من الدین بالضرورۃ[مختصرًا انوارالبروق ص۱۱۵، ۱۱۶]	کفر کسی کسی فعل سے بھی ہوتا ہے۔ جیسے بت کوسجدہ کرنا ، یا ضروریاتِ دین کا انکار کرنا وغیرہ۔

نیز فرمایا ہے

بل لو جحد بعض الاباحات المعلومۃ بالضرورۃ کَفَرَ [انوار البروق ص۱۱۶]	بلکہ جن چیزوں جن باتوں کا مباح ہونا ضروریاتِ دین سے ہے ان میں سے کسی کے مباح ہونے کا انکار کیا تو کافر ہے۔

رہی حاشیہ ابن الشاط کی عبارت جسے سائل نے امام قرافی کی بتایا یعنی

[قلت ما قالہ فی ذلک صحیح الا کونہ اقتصر علیٰ اشتراط شھرۃ ذلک الامر من الدین بل لا بدمن اشتھار ذلک من وصول ذلک الیٰ ھذا الشخص و علمہ بہٖ فیکون اذ ذاک مکذبا للّٰہ تعالیٰ ولرسولہ فیکون بذالک کافرا اما اذا لم یعلم ذلک الامر و کان من معالم الدین المشتھِرۃ فھو عاص بترک التسبّب الیٰ علمہ لیس بکافر ، واللّٰہ تعالیٰ اعلم]

یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس نے موضعِ بداہت میں بود و باش نہیں پائی ــــــ جیسا کہ وہیں آگے امام قرافی نے صراحۃً فرمایا ــــــ

کما اَنّ متجددالاسلام اذا قدِم من	جس طرح نومسلم جب دارالحرب سے آیا اور

ارض الکفر وجَحَدَ فی مبادئ امرہٖ بعضَ شعائرالاسلام المعلومةِ لنا من الدین بالضرورة لا نُکفرہ لعذرہ بعدم الاطلاع ، و اِنْ کُنّا نُکفر بذلک الجحد غیرَہ	شروع شروع میں کسی دینی ضروری شعار کا انکار کیا تو ہم اس کی لاعلمی کی عذر سے تکفیر نہیں کرتے حالانکہ اوروں کی اسی انکار پر ہم تکفیر کرتے ہیں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مگر امام قرافی نے یہ بات ''جحدما علم من الدین بالضرورة ''پر تکفیر کے تحت نہیں فرمائی جیسا کہ دیگر حضراتِ مصنفین بھی کبھی اس صورت کے صریح ذکر سے سکوت کر کے اِسے فہمِ مخاطبِ ذی فہم پر چھوڑ جاتے ہیں لہذا ناظر قاصر کی تنبیہ کے لیے محشی نے یہ بات حاشیہ میں ذکر کر دی اور اگر کسی اور کے لیے عذر ہونا مرادِ محشی ہو تو بھی وہ عالم ہر گز نہ ہوگا ـــــــ کہ عالم اور ضروریات سے جاہل یہ بداہۃً قول بالمتنافیین ہے۔ضروریات سے نازل درجہ قطعیات تک کا اسے علم ویقین ہوتا ہے پھر ضروریات کو نہ جاننا کیا معنیٰ ؟ اور جاہل سے بھی وہ خود عذر جہالت ہر گز نہ سنیں گے ، اسی طرح مولفانِ عالمگیری و بحر رائق وبغیہ بھی ـــــــ بلکہ عبارات بحر و ہندیہ وبغیہ تو متعین میں متعین بھی نہیں کہ اپنے ہی بولی میں معنی سے عدم آگاہی اور اعتقادِ قلبی کی اس سے تبری لزوم وتبیّن میں ہوتی ہے ـــ بہر حال یہ حضرات امثالِ مقام پر احکام کفر ہی دیں گے۔کیونکہ عالمِ دین محافظِ اسلام و مسلمین ہے اس کی شان ہے ہلاکت وفتنہ کا سد باب کرنا۔آخر نہ دیکھا کہ اسی عالمگیری میں آخر باب میں فرمایا

رجل کفر بلسانہ طائعًاو قلبہ	جو بلا اکراہ زبان سے کفر بولے اور دل اس کا

مطمئن بالایمان یکون کافرا و لا یکون عند اللّٰہ مؤمنا	ایمان پر مطمئن ہو وہ کافر ہو جائے گا ، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مسلمان نہ رہے گا

[فتاویٰ عالمگیری باب تاسع فی احکام المرتدین ج۲ص۲۸۳]

اور بحر رائق میں وہیں [کتاب السیر باب احکام المرتدین ص۲۱۰ ج۵ میں] فرمایا

من تکلم بھا عالما عامدا کفر عند الکل	جو جانتے بوجھتے قصدًا کلمۂ کفر بولے بالاجماع کافر ہے

نیز دیکھتے نہیں لزوم کفر پر متکلمین گو تکفیر نہیں کرتے تاہم فقہاء کے حکم تکفیر کو ظنی کہہ کر ملزوم الکفر کو پروانۂ آزادی ہرگز نہیں دیتے بلکہ تکفیر کے سوا دیگر احکام میں فقہاء سے موافقت فرماتے اور توبہ و تجدید ایمان وغیرہ کا حکم خود بھی دیتے مانتے برتتے ہیں۔صرف تکفیر نہیں کرتے ، جس کا منشا احتمال بعید ابعد ہوتا ہے ، جسے فقہاء نہیں سنتے ، مگر جانتے وہ بھی ہیں ، لہذا قائل کی تکفیر کو قطعی اجماعی نہیں کہتے۔

جس طرح سائل نے یہ ایک اور افتراء کیا ، جہاں کوکبۂ شہابیہ سے کچھ عبارات نقل کر کے لکھ دیا

اس سے معلوم ہوا کہ جو افراد کافر باجماعِ ائمہ ہوں ان کی تکفیر کرنا بھی ضروری نہیں ـــــــ [گیارہ سوالات ص۱۳]

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔امام اہلسنت نے کوکبۂ شہابیہ میں کہاں فرمایا ہے کہ اسماعیل دہلوی اور اُس کے متبعین کافر باجماعِ ائمہ ہیں؟ـــــــ یا کوکبۂ شہابیہ کے کس جملے کس لفظ سے یہ باطل معنیٰ پیدا ہے؟

کوکبۂ شہابیہ کے آخر میں دہلوی اوراس کے متبعین کے بارے میں امام اہلسنت کے الفاظ یہ ہیں

[وہابیہ اسماعیلیہ اوراس کے امام پر جزماقطعایقیناً اجماعابوجوہ کثیرہ کفرلازم]

اس میں لزوم کفرکوقطعی اجماعی فرمایاہے۔اوروہ بیشک قطعی اجماعی ہے ــــــــ لزوم ، متکلمین بھی بیشک مانتے ہیں ۔ہاں لزوم پر تکفیرنہیں مانتے ۔اورلزوم کوفقہا بھی لزوم ہی جانتے ہیں ، اسے التزام نہیں سمجھتے ، مگرلزوم پر تکفیر مانتے ہیں۔تو لزوم بیشک قطعی اجماعی ہوا۔مگر تکفیرقطعی اجماعی نہیں ہوئی ۔اورایسے ہی اذہان کے لیے امام اہلسنت نے آگے صاف صراحت بھی فرمادی ، یعنی تکفیرکوصاف صاف جمہورفقہاء کی طرف نسبت کر کے فرمایا

[اور بلا شبہ جماہیرفقہاء کرام واصحاب فتویٰ واکابرواعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر]

توکلماتِ امام سے یہ دونوں مطلب کتنے صاف واضح وروشن ہیں کہ لزوم ، باجماعِ فقہاومتکلمین ہے ــــ اور ــــ تکفیرصرف فقہاء کی طرف سے ہے۔

پھرمتکلمین ، لزوم پر تکفیرنہ کرنے کے باوجود........قائل کے ذمہ........توبہ وتجدیدِ ایمان وغیرہ کاحکم........لازم کرنے میں........فقہاء کے ساتھ ہیں کہ

[مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ وتجدید النکاح درمختاروعالمگیری وبحرونہروغیرہا
ــــ [الموت الاحمرص ۳۵،ردالمختار باب المرتدص ۳۲۸ج ۳]]

تو احکامِ **توبہ وتجدید** وغیرہ پھر **باجماعِ فقہاء و متکلمین** ہوئے۔ ولہذا اُس تکفیرِ فقہی مذکور بالا کے بعد یہ حکمِ اجماعی امام اہلسنت نے بایں الفاظ دیا کہ

[ـــــــ ''**باجماع ائمہ** ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح **توبہ ورجوع** اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب'' ـــــــ]

تو کس لفظ سے دہلوی کی تکفیر قطعی اجماعی پیدا ہے؟

اثنائے کتاب میں امام اہلسنت نے جو کچھ فرمایا وہ ☆ حکمِ قول ہے ، اور

[کفریتِ قول مطلقاً مذہبِ کلامی میں کفرِ قائل نہیں۔ کہ اُسے تبیّن کافی ، اور اِسے تعیّن درکار۔ فتح القدیر و بحرِ رائق و نہرِ فائق و منح الروض میں ہے **ذلک المعتقَد فی نفسه کفر ، فالقائل به قائل بماهو کفر و ان لم یکفر** ـــــ [الموت الاحمر ص ۲۹]

مثلاً کوکبۂ شہابیہ میں فرمایا

[یہ صریح سب ودشنام کے لفظ] یہ

[حکمِ کلمہ ہے۔ اور بیشک وہ کلمۂ ملعونہ ایسا ہی ہے ـــــــ جو کلمہ اپنے صاف صریح متبیّن معنی پر گستاخی ودشنام ہو ضرور اُسے گالی ہی کہا جائے گا اور ضرور مُوجبِ ایذا ہو گا ـــــ [الموت الاحمر ص ۳۲]

☆ اور براہِ تبیّن ولزوم ہے ، اور

[جمہور فقہاء کے نزدیک اکفار کو متبیّن کافی۔ عامۂ حنفیہ و مالکیہ وحنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک۔ اور اکثر متکلمین وفقہائے محققینِ حنفیہ وغیرہم شارطِ تعیین۔ منح الروض میں ہے ـــــ ''**عدم التکفیر مذهب المتکلمین ، والتکفیر مذهب**

الفقهاء ، فلایتحدالقائل بالنقیضین ـــــ [الموت الاحمر ص ۲۷]

مثلاً [جابجا قرآنِ عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اُسے غلط و باطل کہہ جائے ــــــ

[کوکبۂ شہابیہ ص ۳۹] اور

[یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا ـــــ [کوکبۂ شہابیہ ص ۱۹]

اس مقام پر

[دہلوی کا قول تھا.....اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے ، اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو ، اللہ کے سوا کسی کو نہ مان .....یہ سلبِ کلّی ہیں۔ چوتھے لفظ تھے .....اوروں کو ماننا محض خبط ہے......یہ ایجابِ کلّی ہے۔اُن تین میں عمومِ سلب اِس اخیر میں شمولِ ایجاب ان لفظوں کا صریح منطوق۔

یہاں دقیقہ یہ ہے کہ کوئی کافر سا کافر جب مسلمان بن کر عوامِ مسلمین کو گمراہ کرنا چاہے تو انکارِ ضروریاتِ دین اگر کرتا بھی ہے تو پردۂ تاویل میں ــــــ کہ مثلاً صاف صاف کہہ دے کہ حشر جھوٹ ہے جنت غلط ہے نار باطل ہے تو ہر جاہل سا جاہل مسلمان اُس کا کفر سمجھ جائے ، جال میں نہ آئے

ہاں ان کا انکار پیرِ نیچر کی طرح کرے گا تو یوں کہ .... ''حشر ضرور حق ہے مگر اس سے مراد حشرِ ارواح ہے نہ نشرِ اجساد ، جنت و نار ضرور ہیں مگر وہ روحی لذت والم ہیں نہ یہ مکانات ، ملائکہ قوتِ باطنی کا نام ہے ، ابلیس قوتِ بدی ، جن جنگلی آدمی ، آسمان مطلقِ بلندی وغیرہ ذلک''.......

جب عامۂ ضروریات میں یہ حال مجرّب ومشاہد ، اور یہی اُن کی غرض فاسد کا مساعد ، تو خاص اخصّ الخواص یعنی نفسِ کلمۂ طیبہ سے کھلم کھلا انکار ، اُن کی عادت وغایت کے لحاظ سے مستبعد ـــــ لہذا اس معنیٰ کے ارادے میں شبہ نے راہ پائی ، اور ہمارے علمائے محتاطین دقیقہ رس محققین نے تکفیر میں احتیاط فرمائی

[ملخصًا صمصام سنیت بگلوئے نجدیت علامہ قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمۃ والرضوان ص ۹۷،۹۸]

اور

لزومِ کفر کے باعث تکفیر کرنا ائمۂ اہلسنت کا اختلافی مسئلہ ہے........ ہزار ہا ائمۂ دین بے فرقِ لزوم والتزام ، قائلانِ کلماتِ کفر پر حکمِ کفر فرماتے ہیں ...... عامۂ کلماتِ فقہائے کرام اسی پر حاکم .... اور مرتبۂ احتیاط ، تفرقہ وانکارِ اکفار ہے .... محققین متکلمین اسی پر جازم ـــــ [صمصام سنیت ص ۴۷]

☆ اور بطورِ فقہاء ہے جیسے

اسماعیل کی صاف صریح تکفیر کو کبۂ شہابیہ میں بکثرت جا بجا ہے ، ص ۱۰ بلا شبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکمِ کفر قائم ، ص ۶۲ بلا شبہ مرتد کافر ، ص ۱۵ کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا ـــــ یقینًا وہ سب بطورِ فقہاء ہیں ـــ [الموت الاحمر ص ۳۱ ، ۳۲]

یہ ....''بالاجماع کافر مرتد .... '' دہلوی کے جس قول یعنی

بعدِ اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود الخ

پر فرمایا ہے ، اس قولِ دہلوی سے کذب کے امکانِ وقوعی کا معنیٰ ، ظاہر و متبادِر ہے ـــــ یعنی وہ قول معنئ امکانِ وقوعی میں صریح متبین ہے ـــــ صریح متعین یا مفسر نہیں

____ اور امکان وقوعی پر تکفیر ضرور قطعی اجماعی ہے ____ مگر اس سے امکانِ وقوعی جس بولی کا معنیٰ ظاہر ومتبادر ہو اس بولی پر تکفیر اجماعی نہ ہو جائے گی۔

کیونکہ ہر متبین فی الکفر بولی میں ظاہر متبادِر معنیٰ کفرِ قطعی اجماعی ہی ہوتا ہے ____ مگر اس معنیٰ کے قصد والتزام پر تیقن نہیں ہوتا ، یعنی اس معنیٔ کفرِ اجماعی کی قائل کی طرف نسبت ، یعنی اس کے مرادِ قائل ہونے ، پر جزم و یقین نہیں ہوتا ، بلکہ ایک خفی بعید احتمال ، عدمِ ارادہ کا رہتا ہے ، جس کا فقہاء لحاظ نہیں کرتے ____ تو تکفیر میں وہ حضرات وہ عبارات پیش کریں جن میں اُس معنیٰ کو کفرِ قطعی اجماعی کہا گیا......کیونکہ وہ معنیٰ بیشک باجماع فقہاو متکلمین کفر ہے......تو اس سے اُس قائل کی تکفیر باجماع فقہاو متکلمین......یعنی باجماعِ ائمۂ دین......نہیں ہو جائے گی......جس کی بولی اس معنیٔ کفر اجماعی میں فقط متبین ہے ، متعین نہیں ہے۔

جیسے کو کبۂ شہابیہ میں اس مقام پر جو عبارتِ شفا پیش فرمائی وہ بہ اضافۂ مثال یہ ہے

ومن دان بالوحدانية وصحة النبوة و نبوة نبينا ﷺ، ولكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوا به ، ادعى فى ذالك المصلحة بزعمه اولم يدعها ، فهو كافر باجماع ، كالمتفلسفين

[شفا شریف ص۲۸۳ نسیم الریاض ص۵۰۳ ج۴]

جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ، نبوت کی حقانیت ، ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو، باایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے ، خواہ بزعمِ خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے ، جیسے فلاسفہ وغیرہ

اس میں امکانِ وقوعی ہی پر تکفیرِ قطعی اجماعی ہے ، جیسا کہ مثال سے ظاہر و واضح ہے ــــــ مگر دہلوی کی بولی معنئ امکانِ وقوعی میں متبین ہے ، تو عبارتِ شفا سے استدلال دیکھ لینا........ اور کفریۂ دہلوی کے تبین سے آنکھ بند کر لینا..........اور یوں دہلوی کی تکفیر کو قطعی اجماعی کہہ بھاگنا........ حق پرست حق پسند حق جُو کا کام نہیں

سائل نے نہ صرف یہ کہ اثنائے کتاب میں دکھائے گئے لزوم و تبیّن کو خیانت سے بری نہ رکھا ، بلکہ آخر میں ''کفر لازم'' اور ''جماہیر فقہاء'' کے الفاظ سے بھی آنکھیں میچ لیں ، اور کوکبۂ شہابیہ کی مذکورہ عبارات نقل کر کے لکھ دیا کہ

> اِس سے معلوم ہوا جو افراد کافر باجماع ائمہ ہوں ان کی تکفیر کرنا بھی ضروری نہیں اسی لیے اعلیٰ حضرت نے پیشوائے وہابیہ اور اس کے متبعین کی خود تکفیر نہ فرمائی ــــــ [گیارہ سوالات ص ۱۳]

یہ ہے سائل کا خوف و خشیتِ الٰہی ۔جَلَّ وَعَلَا۔ کہ ــــــ کافرِ اجماعی کی تکفیر سے اختلاف جیسا ناپاک مطلب ــــــ نہ صرف یہ کہ کوکبۂ شہابیہ سے خود تراشا ــــــ بلکہ امام اہلسنت پر اس کا افتراء بھی کر دیا

سائل اگر خوف و خشیتِ الٰہی ۔جَلَّ وَعَلَا۔ کا واقعی محبّ و طالب ہے تو یہ ــــــ کافرِ اجماعی کی تکفیر سے اختلاف جیسا ناپاک مطلب ــــــ کوکبۂ شہابیہ سے تراشنے اور پھر امام اہلسنت پر اُس کا افتراء کر دینے ــــــ کو بنگاہِ انصاف دیکھے

آپ کو یاد ہو کہ ایسا ہی افتراء تھانوی باطنی نے کوکبۂ شہابیہ پر کیا تھا اور امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہُ۔ کو مخاطب کر کے خط میں لکھا تھا کہ

[آپ نے اس [کوکبۂ شہابیہ] میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اُس کے رسول اکرم ﷺ کو سب وشتم دے وہ شخص باجماع امت کافر اور مرتد اور بد دین ہے اور **جمیع فقہائے** کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے ـــــــ [بحوالہ حاشیہ الموت الاحمر ص۵]

اس افتراء کا اُسی حاشیہ میں یہ رد فرمایا کہ

[اس خط میں جو کوکبہ شہابیہ کی نسبت لکھا کہ ـــــــ اس میں تحریر فرمایا ہے کہ (الیٰ قولہٖ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے ـــــــ محض جھوٹ ہے ، کوکبۂ شہابیہ میں ان باتوں کا نشان نہیں ـــــــ [حاشیہ الموت الاحمر ص۶]

اس افتراء کے بعد تھانوی باطنی نے لکھا تھا

[اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اُس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرما رہے ہیں ، پھر بھی کف لسان کرتے ہیں ـــــــ [حاشیہ الموت الاحمر ص۵]

یعنی اپنے جھوٹے افتراء کے سہارے امام اہلسنت پر یہ اعتراض تراشا کہ .... آپ نے اجماعی کافر کی تکفیر نہیں کی۔

اسی طرح یہاں سائل نے اپنے بے بنیاد افتراء کے سہارے امام اہلسنت پر یہ الزام تراشا کہ ـــــــ اجماعی کافر کی آپ نے تکفیر نہیں فرمائی۔

یعنی بالاتفاق بالاجماع باجماع ائمہ جیسے الفاظ مل جائیں ، پھر اس سے غرض نہیں کہ وہ کس پر اور کس صورت میں ہیں ـــــــ فقط ان کا مل جانا افتراء کی عمارت

کھڑی کرنے کے لیے کافی ہے ـــــ تھانوی صاحب کو تو کہا گیا

[کلامِ علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل ، اور دیو بندیہ کو محال ہے ـــ [الموت الاحمر ص ۳۴]]

سائل سے کیا کہا جائے؟........سوا اس کے کہ یہ ارشادِ امام یاد دلا یا جائے کہ

[جان برادر! من علیٰ فی کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مَرامِ
علمائے اعلام تک رسائی اور ـــــ [فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۴ ج ۳]]

● اسی طرح مرقاۃ المفاتیح سے علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کر کے اس کی مطلب آرائی میں سائل نے اپنے ذہنِ خلجان آشام سے کایا پلٹ دی ، کہ مبتدعین پر فسق وگمراہی کا حکم ثابت لکھنے کے باوجود..........ان کی اپنی دلیلِ گمراہی کو.........اہلِ حق کی دلیلِ حقانیت کے مثل بتا کر........انھیں طلبِ حق میں بے قصور کوشاں......اور اس کوشش پر ثواب پانے والا.......لکھ دیا۔

چنانچہ پہلے علامہ علی قاری کی یہ عبارت نقل کی

[والصواب ان لا یسارع الی تکفیر اهل البدع لانه بمنزلة الجاهل اَوْ المجتهد المخطئ وهذا قول المحقِقين من علماء الامة احتياطا ـــ
[مرقاۃ المفاتیح باب الایمان بالقدر فصل ثانی ص ۱۴۷ ج ۱]]

اس کے بعد مرقات میں وہیں علامہ ابن حجر کی منقول عبارت سے اتنا حصہ نقل کیا

[حقت عليهم كلمة الفسق والضلال الا انهم لم يقصدوا بما قالوه اختيار الكفروانما بذلوا وسعهم فی اصابة الحق فلم يحصل لهم لكن لتقصير هم بتحكيم عقولهم واهويتهم واعراضهم عن صريح

السنة والآيات من غير تاويل سائغ وبهذا فارقوا مجتهدی الفروع فان خطأهم انما هو لعذرهم بقيام دليل آخر عندهم مقاوم لدليل غيرهم من جنسه فلم يقصروا ومن ثَم اثيبوا على اجتهادهم ــــــ

[ایضًا ص۱۴۸ ج۱]

پھراس کا یہ ترجمہ کیا

اُن پر فسق وضلالت کا حکم ثابت ہو چکا ہے مگرانہوں نے اپنے اقوال سے کفراختیار کرنے کا قصدوارادہ نہیں کیا اورانہوں نے حق تک پہنچنے میں اپنی پوری طاقت صَرف کی ہے مگر وہ حق کو نہیں پا سکے ۔ البتہ فروعی مسائل میں بلا تاویل صحیح کے صریح احادیث وآیات سے اعراض کرنے اوراپنی خواہشات وعقلوں کو حاکم ماننے کی وجہ سے قصوروار ہیں اسی لیے وہ فروعی مسائل کے مجتہدین سے جدا ہو گئے ۔ پس بلا شبہ ان کی خطاءان کے اعذار کی وجہ سے ہے کہ ان کے نزدیک غیر کی دلیل کے مقابلہ میں اس جیسی اوردلیل قائم ہوتی ہے پس (عقیدہ میں) انہوں نے حق تک پہنچنے میں کوتاہی نہیں کی یہی وجہ ہے ان کو ان کے اجتہاد پر ثواب دیا جائے گا ــــــــــ

[گیارہ سوالات ص۱۹]

اَستَغفِرُ اللّٰہ! یہ کمال فریب دہی ہے کہ اولاً علامہ علی قاری کی عبارت سے ’’مجتہد مخطی ‘‘ لے لیا اور پھر علامہ ابن حجر کی عبارت میں ’’حقّت ‘‘ سے پہلے جو یہ عبارت تھی

[لانهم وان كانوا مخطئين غير معذورين حقّت عليهم الخ]

جس سے ان مخطی مجتہدوں کے اجتہاد کی حقیقت کھلتی تھی کہ......... یہ مخطی مستحق

عذاب ہیں.......... اسے چھوڑ دیا ــــ کیونکہ اسے تو علامہ ابن حجر نے ــــ جو معذور ہونا کمی کوتاہی کرنے سے بری ہونا اور ثواب کا حقدار ہونا.........ائمۂ مجتہدینِ اہلِ حق اہلسنت کے لیے بیان فرمایا تھا ــــ اسے گمراہوں پر چسپاں کرنا تھا.........جس کی ابتداء ''بھذا فارقوا مجتھدی الفروع '' کا یہ ترجمہ کر کے کی کہ

[اسی لیے وہ فروعی مسائل کے مجتہدین سے جدا ہو گئے]

حالانکہ ناظرِ ذی انصاف دیکھ رہا ہے کہ اس میں ''ھذا'' کا مشار الیہ ہے

[تقصیرھم بتحکیم عقولھم واھویتھم واعراضھم عن صریح السنة والآیات من غیر تاویل سائغ]

اور علامہ ابن حجر نے اس جملے سے یہ بیان شروع فرمایا ہے کہ ان گمراہوں اور ائمۂ مجتہدین میں فرق کیا ہے؟

چنانچہ فرمایا ''بھذا فارقوا مجتھدی الفروع '' یعنی یہی ہے ان مبتدعین اور فقہائے مجتہدین کے درمیان فرق ، کہ ان مبتدعین نے جو حق کو نہیں پایا تو اس کی وجہ اِن کی اپنی تقصیر ہے کہ ــــ انہوں نے اپنی عقل اپنی خواہش کو حاکم بنایا اور صریح آیات و احادیث سے بغیر کسی تاویلِ صحیح کے منہ پھیرا ــــ تو ان کی تکفیر اگرچہ نہیں ، کہ ان کی طرف سے کفر کا التزام نہیں ، تاہم یہ معذور بھی نہیں ، لہذا اپنے فسق فی العقیدہ اور گمراہی پر یہ عذاب پائیں گے

چنانچہ فواتح میں مبتدعین کے جہل کے بارے میں فرمایا

ھذا الجھل لما لم یکن عذرا | یہ جہل چونکہ عذر نہیں ہے

لزم التعذیب للاثم [فواتح الرحموت ص۴۲۲ ج ۲] | لہذا ان کے گناہ پر عذاب ضرور ہوگا

جب کہ فقہائے مجتہدین اپنی خطا میں معذور ہیں کہ اُن میں جس کسی سے خطا ہوئی وہ اس عذر سے ہوئی کہ اُن پر شرع ہی سے ایسے دلائل ظاہر ہوئے جو اُنھیں مثلاً کسی حکم کے یقین کا افادہ کریں ، جس طرح دوسرے امامِ مجتہد کے سامنے آیات واحادیث ہی سے برعکس حکم کے دلائل ظاہر ہوئے ـــــ یعنی خلافیاتِ فروع میں **فقہائے مجتہدین کے دلائل باہم مساوی** ہیں کہ ایک مجتہد کے دلائل دوسرے مجتہد کے دلائل کے ہم پلہ ہم پایہ ہیں۔

نہ یہ کہ ان گمراہوں کے دلائل ، اہل حق مجتہدین کے دلائل کے ہم پلہ ہیں ــــ جیسا کہ سائل نے اپنے ترجمہ میں یہی بتایا ، اور علامہ ابن حجر پر اس کا افتراء کر دیا

اور حضراتِ ائمۂ مجتہدین نے نہ عقل وخواہش کو معاذ اللہ حاکم بنایا ، نہ صریح آیات واحادیث سے بلا تاویلِ صحیح اعراض کیا .... **فلم یقصروا** تو ان کی طرف سے تقصیر نہیں ہوئی ....لہذا اہلِ حق فقہائے مجتہدین بصورتِ خطاء بھی اپنے اجتہاد پر ثواب پائیں گے۔

نہ کہ وہ گمراہ وبد دین جن کو سائل نے لکھ دیا کہ

عقیدہ میں انہوں نے حق تک پہونچنے میں کوتاہی نہیں کی [گیارہ سوالات ص۱۹]

معاذ اللہ۔

وہ عقل وخواہش کو حاکم بنانا ، صریح آیات واحادیث سے بلا تاویلِ صحیح اعراض کرنا ، یہ سب کچھ اُن گمراہوں نے کیا اور اصول وعقائد ہی کے باب میں کیا ــــ اور پھر بھی سائل کی نظر میں اُن گمراہوں نے کمی کوتاہی نہیں کی ، تقصیر نہیں کی.....یہ ہے سائل کی اُن گمراہوں

پر مہربانی۔

اور شاید اسی قبیل سے ہے لفظِ ''الجاھل'' کا ترجمہ چھوڑ جانا جو علامہ علی قاری کی عبارت میں تھا ـــــ

[جانِ برادر عربی عبارات میں مِنْ عَلیٰ فِیْ کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرامِ علمائے اعلام تک رسائی اور ـــــ [فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۴ ج ۳]]

● سائل کے صفحات فریب و افتراء و بہتان و خیانت سے بھرے پڑے ہیں یہی دیکھئے شفا میں حضرت منصور حلاج ۔علیہ الرحمة والرضوان سے متعلق یہ مذکور تھا

[واجمع فقهاء بغداد ايام المقتدر من المالكية و قاضى قضاتها ابو عمر المالكى علىٰ قتل الحلاج وصلبه لدعواه الالٰهية و القول بالحلول وقوله انا الحق مع تمسكه فى الظاهر بالشريعة ولم يقبلوا توبته [شفا ص ۲۹۷ ج ۲]]

اس میں تکفیر با جماع فقہاء و متکلمین کا ذکر نہ تھا ، جس کا منکر و مخالف کافر ٹھہرتا ـــــ اور سائل کا سوال ایسی ہی تکفیرِ اجماعی میں گنجائشِ خلاف کا سائل ہے.......لہذا اس عبارتِ ''شفا'' میں اس سے اوپر کی عبارت سے یہ جملہ جوڑ دیا کہ

[واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم والمخالف فى ذٰلك من كفرهم كافر]

حالانکہ یہ جملہ اوپر کی عبارت کا حصہ تھا جو بتمامہا یہ ہے

[وقد قتل عبد الملك بن مروان الحارث المتنبّىَ و صلبه ، و فعل

ذلک غیر واحدمن الخلفاء والملوک باشباههم ، واجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم والمخالف فی ذلک من کفرهم کافر

[شفاص ۲۹۷ ج ۲]

علامہ علی قاری نے اس اخیر جملے کی شرح میں فرمایا

(المخالف فی ذلک) الفعل (من کفرهم) ای من جهته (کافر) لجحده کفرَهم [نسیم الریاض ۵۳۶ ج ۴]

یعنی عبدالملک بن مروان نے حارث کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا قتل کیا اور سولی دی ، اور کئی خلفاء اور بادشاہوں نے ایسوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اور علمائے وقت نے اجماع کیا کہ یہ برتاؤ صحیح ہے ، اور اس برتاؤ میں ایسوں کے کفر کے اعتبار سے جو مخالفت کرے کافر ہے کیونکہ اس نے ایسوں کو کافر نہ مانا۔

اور نسیم الریاض میں اس جملے کی شرح میں فرمایا

(و) اجمع ایضا علیٰ ان (المخالف فی ذلک) ای تکفیرِهم بما ادعوه (مَن کفَّرهم)هو مفعول المخالف ، ای من خالف مُکَفِّرَ هم فی تکفیرهم فقال لا یکفرون (کافر)لانه رضِی بکفرهم

اور اُن علمائے وقت نے اس پر بھی اجماع کیا کہ ایسوں کو ان کے دعوے پر کافر کہنے میں جو کافر کہنے والوں کی مخالفت کرے اور ایسوں کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے ، کیونکہ اس نے ایسوں کے کفر کو پسند کیا

الحاصل یہ تکفیرِ مخالف پر اجماع ، حضرت منصور سے متعلق عبارت میں نہ تھا........

مگر سائل کو اپنا جادو چل جانے سے مطلب۔اس کی اُسے کیا پرواہ کہ فقہائے بغداد ، مذکورہ علمائے سلف کے اجماع........ **المخالف فی ذلک من کفرھم کا فر** ....سے بے خبر نہ تھے ، پھر حضرت منصور سے متعلق ایسا کیوں نہیں فرمایا؟......... اس میں کیا دقیقہ ہے؟___ اور جو کہا اس کا بھی منشاء کیا ہے؟........بس یہ کہ

لکن اھل الشرع حفظوا حمی الشریعة [نسیم ص۵۳۸ ج ۴]	ہاں اہلِ شرع نے حریمِ شرع کی نگہبانی کی ۱؎

۱؎ اور امام اہلسنت نے فرمایا

[ظاہر مسموع ان کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے۔لہذا حکم شرع پورا کیا گیا

بے حکم شرع آب خوردن خطاست ☆ وگر خون بہ فتوے بریزی رواست

بے حکمِ شرع پانی پینا بھی خطا ہے ☆ اور حکمِ شرع کی اتباع میں کسی کا خون تک بہا دینا بھی روا ہے [فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۱۹۷]]

[حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ اَنَا الْاَحَقّ ___ ابتلائے الٰہی کے لیے سامعین کی فہم کی غلطی تھی ___ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں ، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں ، اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی ، اور بہن کو نہ پایا ، شیطان نے شبہ ڈالا ، دوسری رات قصداً جاگتے رہے ، جب وہ اپنے وقتِ معمول پر اٹھ کر باہر چلیں ، یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہو لئے ، وہ جنگل میں پہنچیں ، اور عبادت میں مشغول ہوئیں ، یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے ، قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا ، (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

آہ! ـــــ ایک دن وہ تھا کہ اُن حضرات نے اپنے تئیں ظاہر پر حکم دے کر حریمِ شرع کی حفاظت چاہی ـــــــ اور ایک دن آج ہے کہ اُس حکم میں احتمال خلاف کے سہارے ، مرتدینِ بالیقین کافرین بہ اجماعِ فقہاء و متکلمین........ کی تکفیرِ قطعیِ یقینی اجماعی کلامی میں........ گنجائشِ خلاف نکال کر یا دے کر........ سرحدِ اسلام و حصارِ دین و ایمان میں نقب زنی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ اصل اقصائے مبحث تکفیرِ دیوبندیہ ہے اور دیوبندیہ کی تکفیر یقیناً ایسی ہی قطعی اجماعی ہے کہ جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ـــــ تو فتوائے فقہائے بغداد کو اس مبحث میں لاکر........ ایک صورتِ فساد تراشنا........ اور پھر اس کی اصلاح کے طریقے کا یوں سائل بننا؟ـــــ کہ

اگر کوئی کہے کہ جو شخص علمائے بغداد کے اجماعی فتوے میں شک کرے وہ کافر ہے تو اس کی اصلاح کا کیا طریقہ ہے ـــــ [گیارہ سوالات ص ۷]

یہ حصارِ دین و ایمان پر تیشہ زنی کے سوا اور کیا ہے؟

(صفحہ ۸۳ / کا بقیہ) اور وہ ان کی بہن کے دہنِ مبارک کے پاس آگیا ، انھوں نے پینا شروع کیا ، یہ بے چین ہوئے ، اور چلا کر کہا ، بہن تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لیے بھی چھوڑ دو ، انھوں نے صرف ایک جرعہ ان کے لیے چھوڑا ، جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و دیوار و در سے آواز آنے لگی ، کہ کون اس کا زیادہ اَحَق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے ، یہ اس کا جواب دیتے اَنَا الْاَحَقّ بیشک میں اَحَق [یعنی زیادہ حق دار] ہوں ، لوگوں نے کچھ سنا ، اور جو منظور تھا واقع ہوا۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۹۶] ۱۲۔منہ (صفحہ ۸۳ / کا حاشیہ پورا ہوا)

یونہی سائل نے ایک انہوئی یہ جوڑا کہ "الزلال الانقی" سے کچھ اردو میں نقل کر کے لکھا

> مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ رویتِ باری تعالیٰ آسمانوں کی سیر اور شفاعتِ کبریٰ محمد۔صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ پر اب عرب وعجم سب متفق ہیں
>
> [گیارہ سوالات ص۲۴]

معاذ اللہ۔ایسانہیں ہے......بلکہ آخرت میں دیدار الٰہی .جَلَّ وَعَلا.اور حضور اقدس ۔صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔کی معراجِ آسمانی ، اور روزِ قیامت شفاعتِ کُبریٰ ــــــ یہ اہلسنت کے اجماعی عقائد میں سے ہیں

المعتقد والمستند [ص۵٦] میں ہے

منہ انہ تعالیٰ مرئی بالابصار فی دار القرار ، خلافًا للمعتزلة والرافضة ، خذ لھم اللّٰہُ تعالیٰ	یہ ماننا بھی واجب ہے کہ آخرت میں سر کی آنکھوں سے مومنین کو دیدار الٰہی ہوگا ، معتزلہ اور روافض.....اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے....اس کے منکر ومخالف ہیں

اور خزائن العرفان میں ہے

> [آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا ، احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے ، جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں ــــــ اس کا منکر گمراہ ہے۔
>
> [خزائن العرفان صدر پارہ ۱۵]

نیز شرحِ شفا علامہ علی قاری۔عَلَیْہِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان۔ بھامش نسیم میں ہے

دلالة الآية على الاسراء مِن	آیتِ کریمہ کی مسجدِ حرم سے مسجد اقصیٰ تک سیر

المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ نص قاطع ، یکون جاحده کافرًا او منافقًا ، ودلالة الاحادیث علی اسرائه الی السماء وسدرة المنتهیٰ ومقام قاب قوسین او ادنیٰ ظنیة ، منکره یکون مبتدعًا فاسقًا [نسیم الریاض ج۲ص ۲۶۹]

پر دلالت نصِّ قاطع ہے ، اس کا انکار کرنے وال کافر یا منافق ـــــــ اور احادیث سے جو مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمانوں کی سیر کرائی اور سدرۃ المنتہیٰ اور مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک عروج بخشا ، یہ افادہ ظنی ہے ، اس کا جو انکار کرے وہ گمراہ ہے فاسق ہے

اور شفاعتِ گنہ گاراں ......کہ وہی باعتبارِ **کیفِ نفع** ، کُبریٰ ہے......اور اسی کے معتزلہ منکر ہیں..............اگرچہ باعتبارِ عمومِ نفع ، شفاعتِ کُبریٰ وہ ہے جو ہولِ محشر سے نجات کے لیے ہوگی ، اور مومن و کافر سب کے لیے ہوگی ، اور وہ بھی میرے آقا ۔صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کے خصائص میں سے ہے ، مگر معتزلہ اس کے منکر نہیں۔

الشفاعة لا راحة الخلائق من هول الموقف [وهی الشفاعة الکُبریٰ لعمومها جمیع اهل الموقف] ـــ المستند]وهی ثابتة باتفاق المسلمین ، حتی المعتزلة ، وهی من خصائصه ﷺ [المعتقد ص ۱۲۸]

مخلوق کو ہولِ محشر سے نجات دینے کے لیے شفاعت ، یہی شفاعتِ کبریٰ ہے ، کیونکہ یہ تمام اہلِ محشر کو عام ہوگی ، یہ باجماعِ مسلمین ثابت ہے حتی کہ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں ، اور یہ میرے آقا ﷺ ۔ کے خصائص میں سے ہے

اور شفاعتِ گنہ گاراں بھی اہلسنت کے اجماعی عقائد میں سے ہے

مـذهب اهل السنة ان الشفاعة حق ، للمومنين ، ولو من اهل الكبائر ، وان مـاتـوا بـلا تـوبة ، والمعتـزلة انـكـروا هـذہ الشـفـاعة

[المعتقد ص ۱۲۹]

اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت حق ہے ، ایمان والوں کے لیے ، اگرچہ وہ کبیرہ گناہ والے ہوں ، اگرچہ بے توبہ مرے ہوں ، معتزلہ اس شفاعت کے منکر ہیں

مگر سائل لکھتا ہے

روئیتِ باری تعالیٰ ، آسمانوں کی سیر اور شفاعتِ کُبریٰ پر **اب** عرب وعجم سب متفق ہیں [گیارہ سوالات ص۲۴]

یعنی باشعارقول سائل .... پہلے متفق نہ تھے ، بلکہ پہلے اختلاف رہا .... حالانکہ الزُّلَالُ الاَنقیٰ میں یہ ہرگز نہیں فرمایا ہے ، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ''نظر'' بمعنی ''امید رجا''...... یعنی ''دیکھیں گے'' .... بول کر یہ معنیٰ مراد لینا کہ ''امید رکھیں گے'' .... یہ ایسی بات ہے جس پر عرب وعجم متفق ہیں ...... یعنی اہلِ عرب لفظ ''نظر'' بول کر ''امید'' کا معنیٰ مراد لیتے ہیں، اور اہلِ عجم بھی ''دیکھنا'' بول کر ''امید رکھنے'' کا معنیٰ مراد لیتے ہیں ـــــــ چنانچہ اصل عبارت دیکھئے ، امامِ اہلِسنت ـ قُدِّسَ سِرُّہٗ ـ فرماتے ہیں

الثـانـی عـلـم الـطـمـانية ومخالفـه مبتدع ضال ولا مجال الی اكفاره كـمسـئلة وزن الاعمال يوم القيٰمة قال تعالیٰ

دوسرے قطعی نام علمِ طمانیت ہے ، اس کا مخالف گمراہ بدعتی ہے ، مگر اس کی تکفیر ناممکن ـــــــ جیسے قیامت کے دن اعمال تولے جانے کا مسئلہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والوزن یومئذ ن الحق

[۸سورہ اعراف آیت ۸]

ویحتمل النقد احتمالًا لاصارف الیہ ولا دلیل اصلاعلیہ فیکون کقولک "وزنتہ بمیزان العقل "وھو رائج فی العجم ایضًا تقول"سخن سنج "ای ناقد الکلام ، ومسئلۃ رؤیۃ الوجہ الکریم للمؤمنین ، رزقنا المولیٰ بفضلہ العمیم ، قال تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ

[پ ۲۹ ع ۱۷ سورہ قیٰمۃ آیت ۲۲]

ویحتمل احتمالًا کذٰلک ارادۃ الامل والرجاء وھو ایضًا مما توافقت علیہ العرب والعجم

اس دن تول ضرور ہونی ہے [کنزالایمان]

یہ آیتِ کریمہ احتمال رکھتی ہے کہ وزن سے مراد پرکھنا ہو ـــــــ مگر اس احتمال کی طرف پھیرنے والا نہ کوئی قرینہ ہے، اور نہ اصلاً اس پر کوئی معقول یا منقول دلیل ہے ، کہ آیت کا معنیٰ ایسا ہوجائے جیسے تم بولتے ہو میں نے اسے میزانِ عقل میں تولا ـــــــ یہ تولنا بمعنیٰ پرکھنا عجم میں بھی رائج ہے ، جیسے "سخن سنج"، یعنی کلام کو جانچنے پرکھنے والا

اور جیسے مومنین کے لیے آخرت میں دیدارِ الٰہی ۔ تعالیٰ شانہٗ ۔ کا مسئلہ........ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے یہ ہمیں نصیب کرے .... وہ فرماتا ہے کچھ منھ اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کو دیکھتے

[ترجمہ کنزالایمان]

یہاں بھی ویسا ہی احتمال بلا صارف و بلا دلیل ہے ، کہ دیکھنے سے "امیدورجا" مراد ہو ــــ اور "دیکھنا" بول کر "امید آس رکھنا" مراد لینا...... یہ بھی ایسی بات ہے جس میں عرب وعجم ایک دوسرے کے ساتھ ہیں ، جیسے تم کہتے ہو "دست نگرِ من است"، یعنی میری عطا

تقول ''دست نگر من است'' ای یرجوعطائی ویحتاج الیٰ نوالی وھٰکذامسئلة الاسراء الی السمٰوٰت العلی و الشفاعة الکبریٰ للسید المصطفیٰ علیه افضل التحیة والثناء فکل ذٰلک ثابت بنصوص قواطع بالمعنیٰ الثانی ، ولذا لا نقول باکفار المعتزلة و الروافض الاولین والماؤلین

[فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۶۶۷، ۶۶۸ ج ۲۸]

کی آس امید رکھتا ہے ، اور میری نوازش کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے

اور دیدار و وزنِ اعمال ہی کی طرح سرکارِ مصطفےٰ ۔عَلَیۡهِ اَفۡضَلُ التَّحِیَّةِ وَالثَّنَاء۔کی ''سیرِ سماواتِ عُلیٰ'' اور ''شفاعتِ کُبریٰ'' کا مسئلہ ہے ، کہ یہ تینوں دوسرے معنیٰ پر نصوصِ قطعی سے ثابت ہیں ....اور اسی لیے ہم ان معتزلیوں اور پہلے کے رافضیوں کو ....جوکہ امثالِ نصوصِ مذکورہ میں تاویل کے مرتکب ہوئے........کافر نہیں کہتے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھو وہ اتفاق تھا ورعرب وعجم ......جسے امام اہلسنت ، قدس سرہ ۔ نے لفظِ ''وزن'' و''نظر'' کے لیے بیان کیا..........سائل نے اپنی نافہمی سے.......اُسے اتفاقِ تازہ کا جامہ پہنا کر اہلِ سنت کے اجماعی عقائد پر ڈھال دیا

سچ فرمایا سیدنا عبداللہ ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنۡهُ۔ نے

لیس العلم بکثرة الروایة ، ولکن العلم الخشیة

[حلیة الاولیاء ج ۱ ص۱۹۷]

علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ علم خشیت الٰہی کا نام ہے۔جَلَّ وَعَلَا ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

● یونہی سائل نے اصول کا فروع سے خلط کیا ، اور تاویل وشبہۂ فاسد کو مطلقًا لکھ دیا کہ اس کے ہوتے آدمی فاسق بھی نہیں ٹھہرے گا ، اور اسے کتبِ فقہیہ کی طرف منسوب کردیا کہ

روافض وخوارج سے متعلق مرقات وردالمحتار وغیرہ کی عبارات کے ساتھ یہ لکھ گیا کہ

طحطاوی علی المراقی کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص۲۴۶ اور مجمع الانہر کتاب السیر باب البغاۃ ج۲ ص۵۱۵ میں تصریح ہے اگر کسی قوم نے شبہ فاسد کی بنا پر امام برحق کو غلطی پر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے بغاوت کی تو وہ بالاتفاق فاسق نہیں ہے ـــــــ درمختار، ردالمحتار، البحرالرائق، مجمع الانہر وطحطاوی علی المراقی وغیرہ میں تاویل باطل اور شبہۂ فاسد کو تکفیر وتفسیق سے مانع بتایا گیا ہے ـــــ [گیارہ سوالات ص۲۰، ۲۱]

حالانکہ عبارتِ طحطاوی ومجمع ـــــ **والبغاة قوم خرجوا عن طاعة الامام الحق ظانين انهم على الحق ولا يحكم بفسقهم لانهم متمسكون بشبهة وان كانت فاسدة ـــــ وانهم غير فاسقين بالاتفاق** ـــــ میں فاسق فی العمل ہونے ہی کی نفی مراد ہے

ورنہ عقیدے میں .... جو خود کو حق پر ....اور امام برحق کو باطل پر.........جانے......... وہ ہرگز سنّی نہیں......... باتفاقِ اہلسنت باجماع فقہاء ومتکلمین ....وہ گمراہ بددین فاسق فی العقیدہ ہے ـــــ ولہذا علامہ ابن ہمام ـ قُدِّسَ سِرُّہٗ ـ نے.........باغی اور خارجی میں اس فرق کی تصریح فرمائی کہ ـــــ باغی کا خود کو حق پر سمجھنا عقیدے کے اعتبار سے نہیں ہوتا ....

جبکہ خارجی اپنے آپ کو عقیدے کے اعتبار سے حق پر سمجھتا ہے ـــــ بحر رائق میں ہے

وفرّق بينهما فی فتح القدير بأن الخوارج قوم لهم مَنَعة وحَمِيّة خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر أو معصية توجب قتالَه بتأويلهم يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويَسبُون نساء هم و يكفرون أصحاب رسول اللّٰه ﷺ ،وأما البغاة فقوم مسلمون خرجوا على الامام العدل ولم يستبيحوا ما استباحه الخوارج من دماء المسلمين وسَبْيِ ذَراريهم [البحر الرائق كتاب السير باب البغاة ص ۲۳۴، ۲۳۵ ج۵]

فتح القدیر میں خارجی اور باغی میں فرق فرمایا کہ خارجی وہ لوگ ہیں جن کو شوکت وحمایت حاصل ہو اور وہ تاویل سے امام برحق کے خلاف اٹھیں ، ان کی نظر میں امام باطل پر ہو یعنی کفر پر یا ایسی معصیت پر جو اُن کی تاویل پر امام سے جنگ واجب ٹھہرائے ، مسلمانوں کے خون و مال کو حلال سمجھیں عورتوں کو قیدی بنائیں اور صحابہ کی تکفیر کریں ـــــ اور باغی وہ گروہِ مسلمین ہے جو امامِ برحق کے خلاف اٹھے ، مگر جو چیزیں خوارج نے حلال ٹھہرائیں یعنی مسلمانوں کا خون اور ان کے بچوں کو قیدی بنانا ، انہیں حلال نہ سمجھے۔

ولہذا علامہ ابن ہمام اور صاحبانِ درمختار و ردالمحتار و بحر رائق و مرقات نے ـــــ عقیدے میں خود کو حق پر اور اہلسنت کو باطل پر سمجھنے والوں کی تاویل وشبہۂ فاسد کو ....صرف مانع تکفیر فرمایا ہے ....مانعِ تفسیق ہرگز نہیں فرمایا ہے ......مثلاً ردالمحتار کی جو عبارت سائل نے لکھی

ان سابهما او منكر خلافتهما اذا بناه علیٰ شبهة له لا يكفر ، وان كان قوله كفرا فی حد ذاته ، لانهم ينكرون حجيّة الاجماع باتمامهم الصحابة ، فكان شبهة فی الجملة ، وان كانت باطلةً [رد المحتار باب الامامة ص ۴۱۵ ج ۱]

حضرتِ صدیقِ اکبر و حضرتِ فاروقِ اعظم۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا۔ پر جو تبرا کریں یا ان کی خلافت کا انکار کریں اگر یہ اس بنا پر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک کوئی شبہ ہے تو انہیں کافر نہ کہا جائے گا اگر چہ قول ان کا فی نفسہ کفر ہے کیونکہ وہ اجماع کے حجت ہونے کا انکار کر رہے ہیں مگر بعض صحابہ پر [عدمِ توافقِ باطنی کی] تہمت رکھ کر [یعنی ــــ ''حضراتِ اہلِ بیتِ عظام وغیرہم کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافتِ صدیقی و فاروقی پر اُن کے توافقِ باطنی سے انکار رکھتے ہیں'' ــــ فتاویٰ رضویہ ص ۲۶۶ ج ۶] تو یہ باطل سہی تاہم فی الجملہ شبہ ہے

ــــ دیکھو ان کے شبہ کو صرف مانعِ تکفیر فرمایا ہے ــــ باقی وہ فاسق ضرور ہیں ، کیونکہ حرام بدعتِ اعتقادی والے گمراہوں کی فہرست میں انہیں شمار فرمایا ہے۔ اور اس سے بھی واضح تر ، کتاب الشہادات باب القبول وعدمہ ص ۴۱۸ ج ۴ میں یہ فرمایا

لان فسقهم من حيث الاعتقاد | گمراہ لوگ عقیدے کے فاسق ہیں

اور مرقات میں تو وہیں اس کی صاف تصریح ہے کہ

حقّت عليهم كلمةُ الفسق والضلال | ان پر فاسق و گمراہ ہونے کا حکم ثابت ہو چکا

یہ وہی اعراضهم عن صريح السنة والاٰيات من غير تاويل سائغ ۔ یعنی صریح

آیات واحادیث سے بہ تاویل فاسد اعراض کرنے والے تھے۔

بہارِ شریعت میں جس کو خطأ اجتہادی کہا اور جس کا یہ حکم تحریر فرمایا کہ اس خطا پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں ہے........وہ وہ ہے جو صحابہ وائمہ مجتہدین۔ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْهُم اَجْمَعِیْنَ۔ سے وقوع میں آئی ہو ___ اصول وعقائد میں اہلِ بدعت ، تاویل وشبہ فاسد سے جو خطاء کریں وہ درحقیقت یہ خطأ اجتہادی نہیں ہے ، اصول وعقائد میں اجتہاد ہی جائز نہیں ہے ، اور جس نے اجتہاد کیا اور ٹھوکر کھائی اُسے معافی بھی نہیں ہے ، جیسا کہ کتبِ کلام میں مذکور ہے ، **المعتقد المنتقد** [ص۲۱۳] میں مسایرہ ومسامرہ سے فرمایا

لكن المخالف فيها يبدّع و يفسّق ، بناء على وجوب اصابة الحق فی مواضع الاختلاف فی اصول الدين عينا ، وعدمِ تسويغ الاجتهاد فی مقابلته ، بخلاف الفروع التی لم يُجمع عليها ، فان الاجتهاد فيهاسائغ	ہاں جو اصولِ عقائد ، ضروریاتِ دین سے نہیں اُن میں خلاف کرنے والا **بالاتفاق گمراہ بدعتی اور فاسق** ہے ، اس بنا پر کہ ایسے اصولِ دین میں جہاں کہیں [کسی مبتدع کی طرف سے] اختلاف ہے وہاں حق تک پہنچنا ہر شخص پر واجب ہے ، اور حق کے بالمقابل اجتہاد روا نہیں رکھا گیا ہے ، بخلاف فروع کے جن پر اجماع نہیں ہوا ، کہ اُن میں اجتہاد جائز ہے۔

اور شفا شریف سے فرمایا

ان العنبری ذهب الی تصويب كل اقوال المجتهدين	عنبری معتزلی کا مذہب یہ ہے کہ اصولِ دین میں اجتہاد کرنے والوں کے وہ تمام اقوال درست ہیں

فی اصول الدین فیما کان عُرضة للتاویل ای قابلا له مما لم یرد فیه نص صریح ، وفارق فی ذلک فِرَقَ الامّة ، اذاجمعوا سواه علی ان الحق فی اصول الدین واحد ، والمخطئ فیه عاصٍ آثم فاسق ، وانماالخلاف فی تکفیره [المعتقدص ۲۱۴]

جو ایسے اصول کے بارے میں ہوں جو کہ محلِّ تاویل ہیں جن کے بارے میں نصّ صریح وارد نہیں ہے ـــ عنبری اس بارے میں تمام فِرَقِ امت سے الگ گیا ، کیونکہ اس کے سواسب کا **اجماع** ہے کہ حق **اصولِ دین** میں ایک ہے اور جو اس میں **مخطی ہو کہ حق تک رسائی حاصل نہ کرے وہ عاصی ہے گناہ گار ہے فاسق ہے** ،خلاف صرف اُس کی تکفیر میں ہے

وفی الشرح لعلیّ : واما فروع الدین فالمخطئ فیه معذور ، بل ماجور بأجر واحد ، والمصیب له اجران ۔[المعتقد المنتقد ص ۲۱۴]

اور شرحِ شفا علامہ علی قاری میں ہے کہ **فروعِ دین** میں جو **مخطی** ہو وہ **معذور** ہے بلکہ وہ ایک اجر پائے گا ، اور مصیب کے لیے دو اجر ہیں۔

● سائل لکھتا ہے

تاویل باطل وشبہ فاسد دراصل امر حق سے جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہے

پھر اپنی جہالت سے ....اس جہالت کا .... اُس غفلت و بے خبری سے ....جسے کہ عذر مانا گیا ہے........خلط کر کے لکھتا ہے

جبکہ تاتارخانیہ ج۵ص۳۱۲ میں عندالامام ابوحنیفہ [رَضِیَ اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَنهُ] ، غمز العیون للحموی ج۲ص۱۳۹ میں عندالامام محمد ، فتح الباری کتاب التوحید

ج ۱۴ص ۳۴۷ میں عندالامام الشافعی ، الشفابتعریف حقوق المصطفی ج ۲ص ۲۹۲ میں عندالامام الاشعری[رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ] جہالت ولاعلمی کوعذر جانتے ہوئے کافر ہونے سے مانع بتایا گیا ہے اورغمزالعیون میں اسی قول کے بارے میں بـہ یـفتـی کی تصریح کی گئی ہے محدثین کرام نے بخاری کتاب التوحید ج ۲ص ۱۱۱۷، مسلم کتاب التوبہ ج ۲ص ۳۵۶ میں واقع حدیث پاک ''لـئن قـدر الـلّٰـه عليه ''اورمؤطاامام مالک، مسلم، ابوداود، نسائی، مسنداحمد، صحیح ابنِ حبان، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابنِ ابی شیبہ میں واقع حدیث پاک ''ایـن اللّٰـه '' سے جہالت ولاعلمی کے مانع تکفیر ہونے پر استدلال کیا ہے ۔امام ابن عبدالبر نے التمہید ج ۷ص ۱۷اور ج ۱۸ص ۴۷ میں کثیر آیات قرآنیہ سے اس پر دلیل پکڑی ہے[گیارہ سوالات ص ۲۱]

حالانکہ مذکورہ دونوں حدیث پاک دربارۂ صفات ہیں......اورہم شفاشریف وغیرہ سے واضح کر چکے کہ......امر صفات میں سادہ لوح عامیوں کے حق میں ....بوجہِ صعوبتِ فہم........قول معتمد........عدمِ تکفیر ہے ـــــــ کیونکہ وہ غافل ہوتے ہیں ، اورتوہمًا کچھ بول جاتے ہیں........اُن کے قلب وذہن........امرحق کی مخالفت سے........خالی ہوتے ہیں

اورغمزالعیون میں جوآیا ـــــ وقال بعضهم لايكفر ، والجهل عذرو بہٖ يفتي ـــــ توکن کے لیےآیا؟ اُن کے لیے کہ

[لا يعرفون الفاظ الكفر ولو عرفوا لم يتكلموا]

تو سائل کے تراشیدۂ ذہن تاویل باطل وشبہ فاسد والے کیاایسے ہی سادہ لوح

عامی اور نرے ناواقف ہیں؟.......کہ ان کے لیے اسے سند میں پیش کرتا ہے.........یعنی تاویل جیسی خفی شئ تک ان کی رسائی ہے..........اور کلماتِ کفر سے نا آشنائی ہے؟۔

غمز العیون میں آگے خزانۃ الاکمل سے جو روایت نقل کی.....اُس نے کس قدر واضح کر دیا تھا.........کہ وہ ''**الجهل عذر وبهٖ یفتیٰ**'' کیسے سادہ لوح کے لیے ہے.....کہ **فانهم عبـــادہ** اپنے رب کا رحم وکرم جن کے ذہن پر ایسا چھایا ہے کہ پرایا سے بے خبری لایا ہے ....مگر حق سے انہیں سرکشی نہیں ہے ، بلکہ حق کے سامنے خوف وانقیا دوسرافگنی ہے کہ ...**فعلِّموها حتی علمت**... اسے بتاؤ تا کہ وہ باخبر ہو جائے۔

اور یہ تو وہیں مذکور الفاظ بالا نے واضح کر دیا تھا کہ ...**لو عرفوا لم یتکلّمو** ... باخبر ہونے کے بعد ان میں سینہ زوری نہیں ہے ______ مگر سائل نے جیسے قصداً اسب سے آنکھیں بند کرلیں تا کہ بجا خواہ بے جا کچھ تو کہنے کو ہو جائے۔

مگر سائل کا یہاں یہ ظلم دیدنی ہے کہ.....جن سادہ لوحوں کے قلب وذہن میں معنیٔ حسن ہی مرتسم ہوتا ہے ، اور لوثِ شر سے وہ دور ونفور ہوتے ہیں.......سائل نے انہیں اپنے استدلال سے تاویل باطل وشبہۂ فاسد میں متلوث ٹھہرادیا ________ حالانکہ باب عقائد میں......تاویل وشبہۂ فاسد والے ....بالاجماع فاسق وگمراہ ٹھہرتے ہیں ، جیسا کہ **المعتقد** سے صفحہ ۲۷،۲۸ پر گزرا

رہا امام ابن عبد البر کا استدلال تو وہ خارجی معتزلی اذہان کو تکفیر میں افراط سے روکنے کے لیے ہے جیسا کہ انہوں نے پہلے خود صراحت کر دی ہے کہ

وقد ضلت جماعة من اهل البدعة من الخوارج والمعتزلة فی هذا الباب	بیشک مبتدعین خوارج ومعتزلہ کا ایک گروہ تکفیر کے باب میں گمراہ ہوا

اب تم ان کے استدلال کو دیکھ کر تفریط پر اتر آؤ ، اور دیوبندیہ قادیانیہ جیسے قطعی اجماعی کافروں کی تکفیر سے بھی اختلاف روا ٹھہراؤ ، تو یہ نہ اہلسنت کی روش نہ صاحب تمہید امام ابن عبدالبر کی اتباع ، اور نہ ان کا منشاء ـــــــ معلوم ہے کہ اہلسنت کا مسلک ، افراط وتفریط سے جدا مسلکِ اعتدال وجادۂ اقتصاد ہے اور صاحب تمہید نے خود بھی اسی بیان میں آگے اس تفریط کا راستہ بند کر دیا ہے اور صاف لکھا ہے

وقد اتفق اهل السنة والجماعة وهم اهل الفقه والاثر علی ان احدا لا یخرجه ذنبه وان عظم من الاسلام ، وخالفهم اهل البدعة ، فالواجبُ فی النَظَر ان لا یکفر الا ان اتفق الجمیع علی تکفیره	اہلسنت وجماعت یعنی صاحبانِ درایت وروایت کا اجماع ہے کہ کسی کا گناہ اگرچہ وہ بڑا بھاری ہو اسے اسلام سے خارج نہیں کرتا ، گمراہ لوگ اس سلسلے میں اہلسنت کے مخالف ہیں ، تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ تکفیر صرف وہاں ہو جہاں جمیع اہل اجتہاد وآثار کا اجماع ہو

وہ جمیع ، عوام بلاد اسلام یا ناقص متسمین علم کو شامل نہیں بلکہ بدلالت آلۂ تعریف وہ اہل الفقہ والاثر ہیں۔

اور اسی اعتدال پر تنبیہ کے لیے جہاں فتاویٰ رضویہ جلد پنجم میں یہ ارشاد تھا کہ

[بالجملہ تکفیرِ اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیّبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت ،

بلکہ سخت آفت ، جس میں وبالِ عظیم ونکال کا صریح اندیشہ۔والعیاذ باللہ رب العلمین ۔فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں ۔اگر کوئی ضعیف سی ضعیف نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔**حدیث** میں ہے حضور سید العلمین ﷺ ۔فرماتے ہیں **الاسلام یعلو ولا یعلی** اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔**اخرجه الرؤیانی والدار قطنی والبیھقی والضیاء فی المختارة والخلیل کلھم عن عائذ بن عمر والمزنی** ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہُ ۔احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں [ص۵۹۵ ج۵]

وہیں حاشیہ میں یہ فرمایا

اور جہاں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہ ہو ، وہ قول یا فعل اصلا تاویل نہ رکھتا ہو ، یا تاویل وہاں نکلتی ہو مگر مقبول نہ ہو ......جیسے کوئی کہے......من خدا یم ......اور تاویل کرے ......من خود آیم ...... یا کہے میں رسول ہوں یا پیغمبر ہوں ، اور تاویل کرے میں فلاں کا فرستادہ یا پیام رساں ہوں ....یہ تاویل ہرگز مقبول و مسموع نہ ہوگی ،کہ **اگر ایسی تاویل مان لی جائے تو عظیم فتنوں کا دروازہ کھل جائے ، اور حدودِ شریعت بالکل درہم برہم ہو جائیں۔**

ایسے قول کے قائل اور ایسے فعل کے فاعل کو فورًا فورًا بیشک بے شبہ بے تأمُّل کافر کہا جائے گا......جہاں تاویلِ مقبول نکلتی ہو ، اور مراد کا علم نہ ہو ، وہاں

تکفیر میں جلدی جیسے سخت جرأت وجسارت ہے......یہاں تکفیر میں تأمُّل ، ادنی شبہ ، ذراسا شک ، سخت عظیم وبال شدید نکال.........ایسی ہی جگہ کے لیے ائمہ فرماتے ہیں **من شک فی کفرہ وعذا بہ فقد کفر**۔ ایسا ہی قولِ منافقین تھا وہ جس پر قرآن عظیم نے فرمایا

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم | جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد

قرآن عظیم کا نازل فرمانے والا۔ عَزَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوالُہٗ ۔تو جسے کافر فرمادے وہ قطعا کافر ہی ہے ، اگر چہ اس کا قول لاکھ تاویل کا محل ہو........**مگر لا تعتذروا قد کفرتم** ایسی ہی جگہ ارشاد ہوا جو اصلاً محلِّ تاویل نہیں۔۱۲فقیر مصطفٰی رضا غفرلہ **مایأتی من ذنبہ وما مضی** [حاشیہ فتاویٰ رضویہ ص۵۹۶ ج۵]

ہاں سائل نے یہاں بھی اپنی جہالت کی داد دی کہ لکھا

وہ علمائے دین جو تکفیر میں جلدی کرتے ہیں جن کا ذکر فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد ۱۲ص ۲۸۸ میں موجود ہے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے سیدی اعلیٰحضرت فرماتے ہیں ''بالجملہ تکفیر اہل قبلہ الخ'' [گیارہ سوالات ص۳]

حالانکہ وہ جن کو امام اہلسنت نے تنبیہ فرمائی وہ علمائے دین نہ تھے بلکہ وہ تھے جن کا ذکر اسی رسالے میں ہے کہ

[اہلِ افراط کہ اکثر واعظینِ وہابیہ وغیرہم جُہّال مُشدِّدِ دین ہیں [فتاویٰ رضویہ ص۵۸۰ ج۵]]

اور حاشا کہ امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔جنہیں علمائے دین کہیں ، اُن کے

بارے میں.......تنبیہ........کا استعمال فرمائیں ، مگر

ــــ آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس ــــ

● پھر سائل کی طبع شبہ آفریں کا دیوانہ پن دیکھو.......فتاویٰ رضویہ سے ایک ناپاک مطلب کا اختراع کر کے حضرت سیدنا ابوذرِ غفارِی ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ۔جیسے عظیم و جلیل صحابی کے اوپر ۔معاذ اللہ۔ مقادیرِ زکوۃ کا انکار کرنے کی شنیع تہمت .... رکھدی کہ لکھا

ابوذر غفاری ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ۔ضرورت سے زائد مال کو صدقہ کرنا فرض سمجھتے اس کے برخلاف وارد شدہ قطعیات کی تاویل کرتے ، زائد از حاجت سارا مال صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے مالدار صحابہ ۔عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ۔کی سخت مخالفت کرتے اور انہیں سورہ توبہ کی آیت کنز میں ذکر کی گئی وعید کا مستحق ٹھہراتے تھے.....یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے مقادیر زکوۃ ضروریات دین میں سے ہیں پھر ان کے انکار پر تکفیر کیوں نہیں کی گئی؟ ــــ [گیارہ سوالات ص۲۲]

سائل سے یہ تو کیا کہیں کہ.......ضرورت اور حاجت.......میں شرعًا فرق ہے ، دونوں ایک نہیں ہیں ــــ ہاں یہ کہتے ہیں کہ.......یہ سائل کا اُن عظیم و جلیل صحابی پر افتراء ہے اور نہایت گندہ افتراء.......مقادیرِ زکوۃ پر اُن کا کوئی اعتراض وانکار ہرگز نہ تھا.........بلکہ ــــ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں کچھ حقوق ہیں ــــ وہ اس کے قائل تھے ، اور نہ صرف وہ بلکہ کچھ اور حضرات بھی۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی ۔عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔ میں ہے

قال ابن عبد البر :وَرَدتُ عن ابی ذَرّ | ابن عبد البر نے کہا حضرتِ ابو ذر سے

اثارٌ کثیــرة تـدل علی انه کان یـذهـب الیٰ انّ کل مال مجموع یـفضُل عن القُوت وسِداد العیش فهـو کـنـز یُـذم فاعله ، واَنّ آیة الـوعـیـد نـزلـت فی ذالک ، و خـالـفـه جـمهـورُ الصحابة ومن بعده

[فتح الباری کتاب الزکوة ص ۲۴۴ ج ۴]

کثیر روایات آئی ہیں جو بتاتی ہیں کہ اُن کا مذہب یہ تھا کہ وہ سارا مال جو خوراک اور گذارۂ زندگانی سے زائد ہو کنز ہے یعنی ذخیرۂ وخزانہ ، جس کا جمع کرنے والا لائقِ مَذمّت ہے ، اور اسی ذخیرہ اندوزی کے بارے میں سورۂ توبہ کی آیتِ وعید نازل ہوئی ــــــ جمہور صحابہ اور ان کے بعد والے ائمہ سب نے اس بارے میں ان سے خلاف کیا

نیز ایک صفحہ پہلے انہیں سے ناقل

والـجـمهـور عـلـی ان الـکـنـز الـمـذمـوم مـالـم تُؤَدَّ زکوتُه ولم یـخـالف فـی ذلک الا طائفةٌ من اهل الزُهد کابی ذَرّ

اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کنز جس کی مَذمّت آئی وہ مال ہے جس کی زکاۃ نہ نکالی گئی ہو۔ اور اِس میں حضرتِ ابوذر جیسے اہل زہد کی ایک جماعت کے سوا کسی کا خلاف نہیں۔

اور اتـحاف السادة المتقین شرح احیاء علوم الدین جلد رابع کتاب اسرار الزکوة [ص ۱۱] میں علامہ سید مرتضٰی زَبِیْدی۔عَلَیْہِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان۔اولاً انہیں سے ناقل کہ

قـال ابـن عبـد البـر : مـا اعـلـم مـخـالـفـا فـی ان الـکـنـز

ابن عبد البر نے کہا کنز وہی مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی ہو ، اس بارے میں

مالم تُؤَدَّ زکوٰتُه الا شیئًا رُوی عن علیّ وابی ذرّ والضَحّاک ، ذهب الیه قومٌ من اهل الزُهد ، قالوا : ((اِنّ فی المال حقوقا سِوی الزکوة ،))

کوئی خلاف روایت میرے علم میں نہیں سوا اس روایت کے جو حضرتِ **علیؓ مرتضٰی** حضرت **ابوذر** اور حضرت ضحّاک ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡهُمۡ ۔سے منقول ہے اور جس کو ایک جماعتِ زُہّاد نے اختیار کیا۔**ان حضرات کا ماننا ہے کہ ـــــ مال میں زکوۃ کے سوا کچھ حقوق ہیں۔**

پھراس کے بعد خود فرماتے ہیں

قُلتُ : ومن قال اِنَّ فی المال حقا سوی الزکوة ابراهیمُ النخعی ومجاهد والشعبی والحسن البصری ، رَویٰ عنهم ذلک ابو بکر بن ابی شیبه فی المصنَّف

میں کہتا ہوں جو حضرات مال میں **زکوۃ کے علاوہ بھی اورحق** بلا شبہ ہونے کے قائل ہیں اُن میں امام ابراہیم نخعی ہیں امام مجاہد ہیں امام شعبی ہیں اور امام حسن بصری ہیں۔ان حضرات سے یہ بات ابوبکر بن ابی شیبہ نے مُصنَّف میں روایت کی

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ مال میں جو فرض **زکوۃ** رکھی گئی ہے.....**مثلًا** دوسو درہم میں پانچ درہم یعنی نصاب کا چالسواں حصہ......اس میں سیدنا **ابوذر** غِفاری ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡهُ ۔کا **خلاف ہرگز نہ تھا** بلکہ وہ **اس کے علاوہ** مال میں کچھ **حقوق واجب مانتے تھے**

اوراس میں قبلۂ اربابِ صفا سیدنا علیِّ مرتضٰی ۔رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنۡهُ ۔نیز

حضرت ضحّاک حضرت امام حسن بصری اور حضرت امام شعبی وغیرہ ائمۂ رشد وھدیٰ بھی.....

حضرت ابوذر کے ساتھ ہیں ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُم۔

رہا یہ کہ وہ حقِّ واجب کیا ہے؟........ تو حضرت ابوذر۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ۔کا ماننا ہے کہ وہ سارا مال جو حاجت سے بچ رہے

[اما ابو ذر فذهب الی ان کل مال مجموع یفضل عن القوت و سواد العیش فهو کنز واِن آیة الوعیدنزلت فی ذلک ـــــ[اتحاف ص۱۱ ج۴]]

جبکہ اور حضرات سے روایات دیگر ہیں جیسا کہ اتحاف میں اسی مقام پر ہے

.......یہیں سے واضح ہے کہ سورۂ توبہ کی آیتِ کنز میں جو وعید آئی ، حضرتِ ابوذر۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ۔کا ماننا تھا ، کہ وہ زائد از حاجت مال راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کے بارے میں ہے۔جبکہ جمہور صحابہ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُم۔کو اس سلسلے میں اُن سے خلاف تھا ـــــ وہ حضرات مال جمع کرنے کا یہ معنیٰ لیتے کہ........زکوۃ نہ دے.........اور اس کے لیے وہ وعید مانتے.........جیسا کہ فتح الباری میں عبارت مذکورہ کے بعد ہے

وحملوا الوعید علیٰ مانعی الزکوۃ [ص۲۴۲ ج۴]	جمہور صحابہ نے وعید کو ان لوگوں پر محمول کیا جو زکوۃ نہ دیں

اور ایک صفحہ پہلے ہے

قال ابن عبد البر :والجمهور علیٰ اَنّ الکنز المذموم مالم تُؤَدَّ زکاتُه	ابن عبد البر نے کہا جمہور اس پر ہیں کہ کنز جس کی مذمت آئی وہ مال ہے جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو

آیتِ کنز کب نازل ہوئی ، زکوۃ سے پہلے یا بعد؟ ـــــــ بخاری شریف کتاب الزکوۃ میں ہے کہ حضرت ابن عمر۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہُمَا ۔ سے ایک اعرابی نے آیتِ کنز کے معنیٰ پوچھے تو فرمایا

مَنْ کَنَزَ ھا فلم یُؤَ دِّ زکا تَھا فویلٌ لہٗ ،اِنّما کان ھذا قبل ان تُنزَل الزکوۃ فلما انزلت جعلھا اللّٰہ طُھُرًا للاموال [فتح الباری ص ۴۳۸ ج ۴]

جس نے مال ذخیرہ کیا اور زکوۃ نہ دی اس کے لیے سخت عذاب ہے ۔ یہ قبلِ نزولِ زکوۃ تھا پھر جب زکوۃ نازل ہوئی تو اسے اللہ تعالیٰ نے مالوں کی پاکی کردیا

اس کا ظاہر معنیٰ یہ ہے کہ مال ذخیرہ کر رکھنے پر یہ وعید ابتدائے اسلام میں تھی پھر فرضیتِ زکوۃ سے منسوخ ہوگئی جبکہ اللہ پاک نے فتوحات عنایت فرمائیں اور زکوۃ کی نصابیں متعین کردی گئیں۔

اسے علامہ ابن حجر نے اس عبارت میں بیان فرمایا

ھذا مشعر بان الوعید علی الاکتناز وھو حبس ما فضل عن الحاجۃ عن المواساۃ بہ . کان فی اول الاسلام ، ثم نسخ ذلک بفرض الزکوۃ لما فتح اللّٰہ الفُتوح و قُدِّرت نُصُب الزکوۃ .

یہ اِنّما کان ھذا الخ مشعر ہے کہ ذخیرہ اندوزی یعنی زائد از حاجت مال کو اہلِ حاجت مسلمانوں کی غمخواری سے روک رکھنے پر وعید ابتدائے اسلام میں تھی پھر فرضیتِ زکوۃ سے منسوخ ہوگئی جب خدائے تعالیٰ نے فتوحات عطا فرمائیں اور یہ متعین کردیا گیا کہ کس قدر مال ہونے پر زکوۃ ہے۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں

فعلی هذا المراد بنزول الزکوة بیان نُصُبها و مقادیرها لاانزال اصلها

تو اس ظاہرِ معنیٰ پر نزولِ زکوۃ جوانہوں نے فرمایا اُس سے مراد ہو گا زکوۃ کے نصاب اور مقداروں کا بیان ، نہ کہ خود زکوۃ کا نزول۔

اورعلامہ سید مرتضی زبیدی اتحاف میں ناقل

وقال الشیخ الاکبر قدس سره فی کتاب الشریعة :واعلم ان اللّٰه تعالیٰ لما قال

﴿اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾

کان ذلک قبل الزکوة التی فرض اللّٰه علی عباده ، فلمافرض اللّٰه الزکوة علیٰ عباده المؤمنین فی اموالهم وطهّر نفوسهم اذا اعطَوها من ان یطلق علیهم اسم البخل لمنعهم ما اوجب علیهم

[اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین ص۱۵ ج۴]

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی۔قُدّسَ سِرُّہٗ۔ ''کتاب الشریعۃ'' میں فرماتے ہیں ـــــ جان لو اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی

تو یہ وعید اس زکوۃ سے پہلے تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض فرمائی ۔اب جو اپنے مومن بندوں پر اُن کے مالوں میں زکوۃ فرض فرمائی تو اُن کی جانوں کو جبکہ وہ زکوۃ ادا کردیں پاک کر دیا کہ اب وہ بخیل نہیں کہلائیں گے جو کہ اپنے رب کے واجب فرمودہ کو نہ بجالانے پر کہلاتے۔

تو صاف واضح ہوا کہ حضرت **ابوذر** ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ ۔کا آیتِ کنز سے استدلال **زکوۃ کے سوا ایک دوسرے حق** واجب کے لیے ہے ، جسے دوسرے حضرات منسوخ مانتے ہیں........تو اُن پر مقدارِ زکوۃ کے انکار کی تہمت رکھ کر.............انہیں ضروریاتِ دین میں سے ایک ضروریِ دینی کا منکر و مخالف ٹھہرانا.........کیسی باطل و بے بنیاد اور کتنی شنیع جرأت و جسارت ہے۔

اللہ۔عَزَّ وَجَلَّ ۔اپنے برگزیدہ بندوں کا ادب دے۔اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہ تھا کہ امام اہلسنت نے اُن جلیل القدر صحابی کے خلاف کو نہ ضروریاتِ دین کے تحت لکھا ، نہ فرضِ اعتقادی کے تحت ، جس میں خلاف ، کفر و گمراہی ہے ــــــــ بلکہ فرضِ عملی کے تحت لکھا ، جس کے بارے میں......بہار شریعت حصہ دوم مُصدَّقہ امام اہلسنت میں تصریح ہے کہ

[اگر کوئی شخص کہ دلائلِ شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شرعی سے اس.....[فرض عملی].....کا انکار کرے تو کر سکتا ہے ، جیسے ائمۂ مجتہدین کے اختلافات ، کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں ، مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے ، اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا ، اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا ــــــــ [بہار شریعت حصہ ۲ ص ۸]]

اور اس کی تعبیر بھی امام اہلسنت نے **مسئلۂ کنز** سے فرمائی ، مسئلہ **مقدارِ زکوۃ سے نہیں**۔اور دونوں میں بہت فرق ہے ، کہ مسئلۂ کنز فرضِ اعتقادی بھی نہیں .... یوں ہی اپنے فتاویٰ میں اِسے مسائل فرعیہ فقہیہ سے شمار کیا ، جہاں فرمایا

[اتباعِ سوادِ اعظم کا حکم اور مَنْ شَذَّ شَذَّ فی النار کی وعید صرف دربارۂ عقائد ہے۔ مسائلِ فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں۔ صحابۂ کرام سے ائمۂ اربعہ تک۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن ۔کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلافِ جمہور نہ ہوں سیدنا ابوذر۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔ کا مطلقاً جمعِ زر کو حرام ٹھہرانا وغیرہ ذلک مسائلِ کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار کا مستحق بلکہ اجماعِ امت کا مخالف ـــــ [فتاویٰ رضویہ ص۴۸۲ ج ۷]]

امام اہلسنت نے جو فرمایا ـــــ ''مطلقاً جمعِ زر'' ـــــ یہاں اطلاق اُس تقیید کے مقابل ہے جس کے جمہور صحابہ قائل تھے اور جس کا ذکر حدیثِ ابن عمر۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا۔ میں ہے یعنی ـــــ ''مَن کنز ھا فلم یُؤَدَّ زکوٰتھا'' ـــــ یعنی زکوۃ نہ دیکر مال ذخیرہ کر رکھنا ـــــ تو اس اطلاق میں زکوۃ کی ادائیگی اور عدمِ ادائیگی کی طرف نظر نہیں ، بلکہ مال کی نفسِ ذخیرہ اندوزی کی طرف نظر ہے ، یعنی قطع نظر اس سے کہ وہ ، بقیۂ بعد ادائے زکوۃ ہو یا نہ ہو...... اسی کو حضرت ابوذر۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ۔حرام ٹھہراتے تھے...... تو ان کے اس قول کو انکارِ مقادیرِ زکوۃ سے کیا علاقہ ؟ بلکہ ابن عبد البر نے تو یہاں تک کہا ، اسی اتحاف میں ہے

قال ابن عبد البر : وان اکثر ما تواتر عن ابی ذر فی الاخبار الانکارُ علی من اخذ المال من السلاطین لنفسه ومنع اھله

حضرت ابوذر۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔ سے جو انکار خبروں میں بہ تواتر منقول ہے وہ زیادہ تر ایسے لوگوں پر ہے جو سلاطین سے مال لیکر اپنے لیے رکھ لے اور مستحق کو نہ دے۔

، فهذا مما لا خلا ف عنه فی انکارہٖ ، واما ایجاب غیر الزکوۃ فمختلف عنه فيه [اتحاف ص ۱۲ ج ۴]

اس پر حضرتِ ابوذر ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ۔ کے انکار و اعتراض فرمانے کی روایت متفق علیہ ہے ـــــــ رہا زکوۃ کے علاوہ ، اورحق ،کیا وہ واجب ٹھہراتے تھے ؟.......تو اس بارے میں اُن سے روایات مختلف ہیں

مگر سائل نے اختراع شبہ کی دھن میں خواہ مخواہ .... اُن کے انکار کو ـــــــ انکارِ مقادیرِ زکوۃ بنایا......... اور اسے ضروریاتِ دین کا انکار ٹھہرایا ـــــــــــ اور پھر اپنے اس ساختہ پر یہ اشکال پیدا کیا کہ

> مقادیرِ زکاۃ ضروریاتِ دین میں سے ہیں پھر ان کے انکار پر تکفیر کیوں نہیں کی گئی ؟ــــ [گیارہ سوالات ص۲۲]

معاذ اللّٰہ۔

پھر اس اشکال کا حل تراشا ، اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ اس کا امام اہلسنت پر افتراء کر دیا ، لکھتا ہے

> اس کا حل یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ جلد اص ۲۴۳ کی رو سے سیدی اعلحضرت ۔رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ۔ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ جو مسئلہ دینیہ قطعیہ جس پر واضح ہو وہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی ہے اور جس پر واضح نہ ہو وہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی نہیں ۔اھ
>
> اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسئلہ دینی قطعی ہو لیکن اس کے بارے میں کسی پر حق نہ کھل سکے تو وہ مسئلہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی نہیں ہو گا ۔
>
> ـــــــ [گیارہ سوالات ص۲۲]

یہ حلِّ اشکال ہے؟....... یا کہ فتح باب کفر وضلال ہے.........

ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ امام اہلسنت کے ارشاد ...... **والتحقیق عندی الخ** ....کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو سائل نے لیا..... مگر اشد ظلم یہ ہے کہ اس ساختہ مطلب کے سہارے سائل نے روشِ ائمۂ دین کو چھوڑا اور ہر سرکش بے باک پر تفوہ کفر وضلال وحمایت ارتداد ونکال کا دروازہ کھولا۔ ائمہ دین کی قاہر دقاہر تصریحیں ہیں

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریاتِ الاسلام [رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ص ۴۱۴ ج ۱]	ضرویاتِ دین کا منکر ومخالف کافر ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مسلم الثبوت اور فواتح الرحموت میں ہے

(وضروریات الدین خارجةٌ) عن هذاالاختلاف (اتفاقًا) فانه کفر البتة اتفاقًا [فواتح ۲۹۴ ج ۲]	ضرویاتِ دین اس اختلاف سے بالاتفاق خارج ہیں ۔ کیونکہ ضرویاتِ دین کا انکار بالاجماع کفر ہے۔

یہیں امام اہلسنت نے فرمایا

فانّ منکرها کافرٌ اتفاقًا [رحمة الملکوت قلمی ج ۳ ص ۹]	کیونکہ ضروریاتِ دین کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔

نیز امام اہلسنت ۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ ۔ فرماتے ہیں

[فی الواقع جو بدعتی **ضروریاتِ دین** میں سے کسی شئ کا **منکر ہو باجماع مسلمین** یقینًا قطعًا **کافر ہے** اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے ، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق

ہو جائے ، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے ، عمر میں ہزار حج کرے ، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے ، **واللہ** ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں ، جب تک حضور پُر نور ﷺ کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے۔

ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نو سو ننا نوے کا۔

آج کل جس طرح بعض بد دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفرو شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفٰے ۔عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالثَّنَاء ۔ارشاد فرماتے ہیں: **فقد باء به احدهما**

یونہی بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمنِ خدا سے صریح کلماتِ توہینِ آقائے عالمیان حضور پُر نور سید المرسلین الکِرام ﷺ۔ یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں ، اور اُسے سچا پکّا مسلمان ، بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں

یہ **نہیں جانتے** ، یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے ، کہ **اگر انکارِ ضروریات بھی کفر نہیں** ، تو عزیزو! بُت پرستی میں کیا زہر گُھل گیا ہے ، وہ بھی آخر اسی لیے کفر ٹھہری کہ اوّلِ ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی ۔جَلَّ وَعَلا ۔ کے خلاف ہے۔

کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں ...... ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے...... باایںہمہ دوخدا مانے......شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے ______ مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابعِ ایمان ہیں۔ پہلے ایمان تو ثابت کرلو ، تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہوئے ، پھر اُس کے کیا کام آئے جوان کے کام آئیں گے ، آخر حضور اقدس ﷺ نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ:

تَحقِرون صلوٰتکم مع صلٰوتھم و صیامکم مع صیامھم او کما قال ﷺ [بخاری شریف ج ۲ باب مارایا فی قراءۃ القرآن ص ۷۵٦]	ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور اُن کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے ، یا جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ

یمرُقون من الدین کما یمرُق السھم من الرَّمِیَّۃ	دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لیے کافی نہیں ، منافقین تو خوب زوروشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لیے فی الدرک الاسفل من النار (جہنم کی نچلی تہ میں) کا فرمان ہے والعیاذ باللہ۔

الحاصل **ایمان** تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور وہ **بعد انکارِ ضرویات کہاں**

[فتاویٰ رضویہ مترجم ص۱۲۳ ج۱۴]

اور حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب واسطی بلگرامی مارہروی۔عَلَیْہِ الرَّحْمَة ۔ردِّ ندوہ میں اپنی کتاب لطیف ''رغم الہازل'' میں فرماتے ہیں

وہ اہل بدعت جو **منکرینِ ضروریاتِ دین** ہیں ......اگر چہ وہ انکار براہِ تاویل ہو...... ان کو باوجود ان کے کلمہ گو ہونے اور ادعائے اسلام .... کے **صحابۂ کرام نے اسلام سے خارج** سمجھا اور ان سے علیحدگی اختیار فرمائی۔''ازالۃ الخفاء'' میں ہے

اشکالے دیگر ظاہر گردید در مقاتلۂ منع کنندگان زکوۃ حالانکہ بہ کلمۂ اسلام متکلم بودند، **حضرتِ صدیق افادہ فرمودند کہ تاویل در ضروریات دین مقبول نیست** عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال عمر لابی بکر تقا تلھم وقد سمعتُ اَنَّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کذاو کذا فقال ابوبکر لا فرق بین الصلوۃ

ایک اور اشکال پیدا ہوا کہ زکوۃ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کیسے کی جائے حالانکہ وہ کلمہ گو رہے ہیں۔ **حضرت صدیق اکبر**۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۂ ۔نے **افادہ فرمایا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل نہیں سنی جاتی** ــــ حضرتِ ابوہریرہ۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۂ ۔کا بیان ہے کہ حضرتِ عمر نے حضرتِ صدیقِ اکبر۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡھُمَا ۔سے کہا آپ ان لوگوں سے جنگ کریں گے حالانکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔ فرمایا نماز اور زکوۃ میں

والـــزكـوة ولا قاتلن من فـرّق بيـنهـمـا فـقـا تلنامعه فــرأيـنـــا ذلك رشـدا ، اخرجه البخاری واحمد، و فی روایة ، قال عمر فواللّٰہ مـاهـو الا انی رأیت اللّٰـه عـزوجـل قـد شـرح صدر ابـی بکر للقتال فعرفت انه الــحـــق [رغم الہازل ص۴۲]	کوئی فرق نہیں۔اور جو فرق کرے گا میں اُس سے ضرور ضرور جہاد کروں گا۔حضرتِ عمر کہتے ہیں ہم نے حضرتِ صدیقِ اکبر کی معیت میں جہاد کیا تو ہم نے اسے حق پایا ــــ اس حدیث کی تخریج امام بخاری اور امام احمد نے کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ــــ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم میں نے یہی دیکھا کہ اللہ۔عَـزَّ وَجَـلَّ۔نے جنگ کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا تو مجھے یقین ہوا کہ یہی حق ہے۔

اسی رغم الہازل[ص۳۶] میں بہ سندِ ''ازالۃ الخفاء'' ثابت فرمایا ہے کہ

[منکرینِ زکوۃ کلمہ گو اور اہل قبلہ تھے ، اور زکوۃ کا انکار بھی براہ تاویل کیا تھا ، یعنی یوں کہ زکوۃ بیشک فرضِ الٰہی ہے مگر اس کی فرضیت زمانۂ رسالت ہی تک محدود ہے[معاذ اللہ] ــــــ اس **کلمہ گوئی و قبلہ روئی اور تاویل** کے باوجود حضرتِ صدیقِ اکبر۔رَضِیَ اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَنهُ۔نے ان منکرینِ زکوۃ کے **کافر و مرتد** ہونے کا حکم دیا اور انہیں واجب القتل ٹھہرایا جس پر صحابۂ کرام۔ عَلَیهِمُ الرِّضْوَان۔کا **اجماع** ہو گیا۔]

اور فواتح الرحموت ص۲۲۷ج۲ میں ہے

واجـمـع عـلیه الصحابة	اُن منکرین زکوۃ سے جہاد کرنے پر تمام صحابہ نے

کافۃً وقاتلوا معہ | اجماع کیا ، اور حضرت صدیقِ اکبر کے ہمراہ جہاد کیا۔

● سائل لکھتا ہے کہ

> احادیث میں کلمہ گو مسلمان کو اس کے کسی قول عمل یا گناہ کی بناء پر کافر کہنے سے تو روکا گیا ہے لیکن کسی کلمہ گو مسلمان کو بغیر اعتقاد کے کلمۂ کفر سرزد ہونے کے سبب کافر قرار دینے کا حکم نہیں دیا گیا ـــــ [گیارہ سوالات ص ۲۱]

اس پر اس سے کیا کہا جائے سوا اس کے کہ تم امام ابن حجر مکی۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ کے زمانے میں نہ ہوئے کہ انہیں اس احتیاط کی ترغیب دیتے جنھوں نے اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرمایا

واما بالنسبة لقواعدنا وما عرف من كلام ائمتنا فاللفظ ظاهر فى الكفر وعند ظهور اللفظ فيه لا يحتاج الى نيتهٖ كما علم من فروع كثيرة وان اَوَّلَ قُبِلَ منه	ہمارے قواعد نیز ہمارے ائمہ کے مشہور و معروف کلام کے اعتبار سے لفظ جب معنیٰ کفر میں ظاہر ہو تو......بولنے والے نے اسی معنیٰ کا دل میں اعتقاد رکھ کر بولا ہے......یہ معلوم کرنے کی حاجت نہیں ـــــ جیسا کہ فروعِ کثیرہ سے معلوم ہے ۔ہاں قائل اگر تاویل کرے تو قبول کرلیں گے

نیز فرمایا

انمانحكم بالكفرباعتبار الظاهر وقصدك وعدمه انما ترتبط به الاحكام باعتبارالباطن [الموت الاحمر ص ۲۸]	ہم تو لفظ کے ظاہرِ معنیٰ کے اعتبار سے کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔ تمہاری نیت تمہارا اعتقاد ہے نہیں ہے اس سے تعلق احکامِ باطنی کا ہے

● اور ہر ''ہوسکتا'' ہر احتمال اور ہر وہ جو بنام تاویل وشبہ ہو ، مسموع نہیں ہوتا ، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے ''تمہید ایمان ص ۴۳ میں امام اہلسنت نے فرمایا

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو ، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے ـــــ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں ، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف ، حکمِ خدا مراد ہے ، یعنی قضاء دو ہیں ، مبرم و معلق۔ جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّا اَن یَّأْتِیَ اللّٰہُ ـــــ ای امر اللّٰہ ـــــ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں ، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنیٰ مراد ہیں ، یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی ، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفا شریف میں ہے ادعاء ہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل ''صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا'' ـــــ شرحِ شفا قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیة ''ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے'' ـــــ نسیم الریاض میں ہے

لا یلتفت لمثلہ ویعد ھَذَیانا	ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی

فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی ،

قال انا رسول اللّٰہ او	یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا

[قال بالفارسية من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر
پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہوجائے گا یہ تاویل نہ سنی جائے گی ، فاحفظ]

نیز جلد ششم [ص ۲۶۶] میں فرمایا

[طائفہ تالفہ نیا چرہ کا وجودِ مَلَک وجن وشیطان وآسمان و نار و جنان و **معجزاتِ انبیاء** ۔عَلَیْهِمْ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام۔ سے ، **ان معانی پر** کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حضور ہادیِ برحق ۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہ ۔ سے **متواتر ہیں** ، انکار کرنا ، اور اپنی **تاویلاتِ باطلہ** و توہماتِ عاطلہ کو لے مرنا ، نہ ہرگز ہرگز ان **تاویلوں کے شوشے** انہیں کفر سے بچائیں گے نہ محبتِ اسلام و ہمدردیِ قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ـــــ]

● مُعَوِّ ذَتَین کا قرآن سے ہونا **بیشک ضروریاتِ دین سے ہے**۔ اور اس کا انکار بیشک کفر ہے۔ عالمگیری میں جو آیا

[**اذاانکر الرجل کون المعوذتین من القرآن لایکفر**

[فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۷ ج ۲]]

اس کا منشا ضروریاتِ دین میں مسلم دون مسلم کی تفریق نہیں جیسا کہ سائل نے اپنی جہالت سے سمجھا اور اس الٹی مت پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ

اگر کوئی مسئلہ دینی قطعی ہو لیکن اس کے بارے میں کسی پر حق نہ کھل سکے تو وہ مسئلہ اس کے حق میں ضرورت دینی نہیں ہوگا ـــــ [گیارہ سوالات ص ۲۲]

اور نہ جانا کہ اس وسوسۂ عدو مبین میں منکروں پر تفوہ کفر کے فتح باب کا کیسا زہر ہلاہل گھلا ہوا ہے سچ فرمایا سیدنا امام غزالی۔ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِیْ۔ نے کہ

فالبلاھة ادنی الی الخلاص من فَطانة بَتراء والعَمٰی اقرب الی السلامة مِن بصیرة حولاء [دیباچہ تہافت الفلاسفۃ]

ناسمجھی ادھ کٹی سمجھ سے اچھی کہ نجات سے قریب تر ہے اور نابینائی بھینگی نظر سے بھلی کہ سلامتی سے نزدیک تر ہے

مؤلفانِ عالمگیری نے نہ وہ نتیجہ لکھا اور نہ جو لکھا اس کا وہ منشاء۔ بلکہ وہاں دقیقہ وہ ہے جس پر امام اہلسنت۔ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ نے اواخر النھی الاکید میں تنبیہ فرمائی کہ

''انما محل الاکفار باکفار مسلم اذا کان ذلک لا عن شبھة او تاویل والا فلا'' [فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۱ ج ۳]

یعنی جہاں منکر کی طرف سے اُس ضروری دینی کے انکار کا التزام نہیں ، التزام اس انکار کے اختیار کا ہو جس کی غلط و باطل طور پر حضرت ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ۔ کی طرف نسبت کی گئی تو اس صورت میں ہے لا یکفر۔ ورنہ جس کی طرف سے انکارِ معوذتین کا التزام ہو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے۔ علامہ علی قاری۔ عَلَیْہِ الرَّحْمَة۔ شرحِ شفا میں فرماتے ہیں

وفی جواھر الفقه من انکر المعوذتین من القرآن غیر مؤوِّل کفر انتھی ، وقال بعض المتاخرین کفر ولو اوّل ، والاول

جواہر فقہ میں ہے کہ ـــــ ''مُعَوِّذتین کے قرآن سے ہونے کا جو بغیر تاویل کے انکار کرے کافر ہے'' ــــــ اور بعض متأخرین نے کہا ــــــ '' اگرچہ تاویل کرے تاہم

ہو المعوّل [نسیم الریاض ص ۵۵۸ ج ۴] | کافر ہے“ ــــــــــ اوراول ہی معتمد ہے

[الایمان ھو التصدیق ای قبول القلب واذعانه لما علم بالضرورة انه من دین محمد ﷺ بحیث یعلمه الخاصة والعامّة [المعتقد ص ۱۹۴]۔]

دین کی تمام باتوں کا اصل منبع حضور اقدس ﷺ ۔کا بیان ہے۔ بالمشافہ زبانِ اقدس سے سننے کی صورت بداہت حضراتِ صحابہ کو حاصل تھی ، اگر چہ سب کو اور سب باتوں میں نہیں ۔مگر بعد والوں کو صورتِ بداہت تواتر ہے۔حضرت ابن مسعود۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ ۔قرآن کریم کو براہ راست زبانِ اقدس سے سنتے ، بنا بریں تواترِ اخبار کی طرف اگر ان کا التفات نہ گیا اور کوئی مظنہ ان کی نظر سے ایسا گذرا مثلاً رای النبی ﷺ یُعوِّذ بهما الحسن والحسین [اتقان ص ۱۸۴ ج ۱]

اور اس سے بالفرض انہیں کوئی ظن ہوا تو وہ تحتِ حکم نہیں ، کہ تواتر اخبار سے اعراض نہیں ــــــ مگر جس کے لیے صورت تواترِ اخبار ہے اُس کا اس طرف التفات نہ کرنا کیا معنیٰ ؟ یہ تو اتر اخبار سے فرار ہے۔اور اس کے لیے وہ سند ہرگز نہیں......اور یہ بھی بہ صورتِ فرض بر سبیل تنزل ہے.....ورنہ حقیقت یہ ہے وہ جس طرح زبانِ اقدس سے سنتے تھے اسی طرح ان کا لکھنا بھی حکم اقدس سے ہوتا تھا معو ذتین کے لکھنے کا حکم ان کی سماعت میں نہیں آیا اور بغیر حکمِ اقدس کے لکھنا ان کا دستور نہ تھا لہذا نہ لکھا مگر

اِنه کان یقتدی فی کل شهر رمضان فی مسجد رسول اللّٰه. صلی اللّٰه تعالیٰ علیه واله واصحابه وسلم.	ہر ماہِ رمضان مسجد ِنبوی ۔ عَلیٰ مُشَرِّفِهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ ۔میں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فی صــلــوة التـراويح و الامام يـقـرأ هـمـا ولـم يـنكر عليه قط [فواتح الرحموت ص ۱۱ ج۲]	نمازِ تراویح میں وہ مقتدی ہوتے اور امام معوذتین پڑھتا اور اس پر انہوں نے کبھی انکار نہ کیا

تو ثابت ہوا کہ معوذتین کا قرآن سے ہونا ہی اُن کا اعتقاد تھا.........پھر فواتح الرحموت میں ابن حزم سے نقل ہے کہ امام عاصم کی قرأت بواسطہ امام زِر حضرت ابن مسعود تک پہنچتی ہے۔اور بعد ذکر سند یہ ہے

ظهـر بهـذا السند الصحيح الذی اتـفـق عـلـی صـحتـه الامّةُان ابن مسعود اقرأ اصحابَه المذكورين قــــرأة عاصم ، وفيها المعوذتان والفاتحة [فواتح الرحموت ص ۱۲ ج۲]	یہ سند صحیح جس کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہُ ۔نے اپنے مذکور تلامذہ کو قرأتِ عاصم پڑھائی اور قرأتِ عاصم میں معوذتین اور فاتحہ سب ہیں

تو ان کی طرف نسبتِ انکار کیسی بے سروپا ہوئی ...... آگے علامہ بحر العلوم فواتح میں خود فرماتے ہیں

ثـم اعـلـم ان سـنـد حـمزة ايضـا ينتهى الى ابن مسعود و فى قرأته ايضا المُعَوِّذَتان والفاتحة ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆	پھر جان لو کہ امام حمزہ کی سند بھی حضرت ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہ ۔تک پہنچتی ہے اور امام حمزہ کی قرأت میں بھی مُعَوِّذَتَین اور سورۂ فاتحہ سب ہیں

پھر فرمایا

واعلم ایضا ان سند الکسائی ینتھی الی ابن مسعود ، لانہ قراعلی حمزۃ ، و مثلہ ینتھی سند خلف الذی من العشرۃ الی ابن مسعود ، فانہ قرأ علی سلیم و ھو علی حمزۃ ، واسناد القرّاء العشَرۃ اصح الاسانید باجماع الامۃ وتلقّی الامۃِ لہ بقبولھا ، وقد ثبت بالاسانید الصِحاح ان قرأۃ عاصم وقرأۃ حمزۃ وقراءۃ الکسائی وقراءۃ خلف کلّھا تنتھی الی ابن مسعود ، وفی ھذہ القراآت المُعَوِّذتان والفاتحۃ جزء من القرآن وداخل فیہ ، فنسبۃ انکار کونھا من القرآن الیہ غلط فاحش ،

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اور یہ بھی جان لو کہ امام کسائی کی سند حضرت ابنِ مسعود تک پہنچتی ہے کہ امام کسائی نے امام حمزہ سے پڑھا۔ اسی طرح خلف جو قراء عشرہ میں سے ہیں ان کی سند بھی حضرت ابن مسعود تک پہنچتی ہے کیونکہ انہوں نے امام سلیم سے پڑھا اور امام سلیم نے امام حمزہ سے۔ اور قُرّاء عشرہ کی سندیں باجماع امت سب سندوں سے اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں کہ امت نے انھیں قبول کیا ہے اور بیشک صحیح سندوں سے ثابت ہے کہ قرأتِ عاصم قرأتِ حمزہ قرأتِ کِسائی اور قرأتِ خلف سب حضرتِ ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ۔ تک پہنچتی ہیں اور ان قرأتوں میں **معوذتین اور سورۂ فاتحہ قرآن کا جز ہیں** اور قرآن میں داخل۔ تو ان سورتوں کو **قرآن کا جز نہ ماننے کی حضرت ابن مسعود کی طرف نسبت کھلی غلط ہے**

و من اسند الانکار الی ابن مسعود فلا یعبأ بسنده ، عند معارضة هذه الاسانید الصحیحة ، الا جماع و المتلقاة بالقبول عند العلماء الکرام بل الامة کلها کافة ، ظهر ان نسبة الانکار الی ابن مسعود باطل ،

ثم خلو مصحفه عنها ، قیل وجهه ان هذه السور کانت من اوراده رضی الله تعالیٰ عنه فاکتفی بالحفظ من الکتابة ، او کان مکتوبا عنده فی قرطاس مفرد فاستغنی عن الکتابة فی المصحف ، وقیل : لانه لم یؤ مر صریحًا بالکتابة ، و کان من دأبه الشریف کتابة ماامره رسول الله ﷺ ، وقیل لظهور قرآنیته ،

[فواتح الرحموت ص ۱۲ ج ۲]

اور جس نے حضرتِ ابن مسعود کی نسبت اس انکار کو با سند کہا اس کی سند کا ان اسانیدِ صحیحہ کے بالمقابل کچھ وزن نہیں رہ جاتا جو کہ بالاجماع صحیح ہیں اور جنہیں علمائے کرام نے بلکہ تمام امتِ مرحومہ نے قبول کیا ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ حضرت **ابن مسعود** کی طرف اس **انکار کی نسبت باطل ہے۔**

پھر ان کے مصحف میں معوذتین اور سورہ فاتحہ لکھی ہوئی کیوں نہ تھیں اس کے چند جواب ہیں (۱) یہ سورتیں حضرت ابن مسعود۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْہ۔ کے اوراد و وظائف میں تھیں لہذا آپ نے لکھنے کے بجائے یاد پر اکتفا کیا ، یا وہ آپ کے پاس الگ کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں لہذا مصحف میں لکھنے کی آپ کو حاجت نہ رہی (۲) آپ کو صراحۃً لکھنے کا حکم ارشاد نہ ہوا جب کہ آپ کی مبارک عادت یہ تھی کہ بارگاہ رسالت سے جس کے لکھنے کا حکم ملتا اسی کو لکھتے ﷺ۔ (۳) ان سورتوں کا قرآنِ کریم سے ہونا ظاہر باہر بات تھی اس لیے آپ نے نہیں لکھا

اورامام اہلسنت اپنے حاشیہ عالمگیری میں فرماتے ہیں

بل ان الحق التکفیر مطلقًا ، فان کونهما من القرآن من ضروریات الدین لا شک ، ولم یُنقَل عن احد من الصدر الاول انکاره ، الاما یُحکیٰ عن ابن مسعود . رضی اللّٰه تعالیٰ عنه . مع اجماع الروایات المشهورة عنه علی کونهما من القرآن، فالصواب بطلان النسبة الیه . رضی اللّٰه تعالیٰ عنه . وعلی التنزل فله اجوبة ذکرت فی الاتقان، وعلیک بفواتح الرحموت ، ففیه ما یغنی ویشبع والحمد للّٰه

بلکہ حق مطلقًا تکفیر ہے کیونکہ معوذتین کا قرآن کریم سے ہونا بیشک ضروریاتِ دین میں سے ہےاورصدرِاول میں کسی سےاس کا انکارمنقول نہیں ، سوااس حکایت کے جو حضرت ابنِ مسعود۔رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔کی نسبت بیان کی جاتی ہے ،جبکہ خوداُنہی سے منقول مشہورروایات بالاجماع بتاتی ہیں کہ وہ معوذتین کوقرآنِ کریم کا جزءمانتے تھے ، توصحیح یہ ہے کہ انکارکی اُن کی طرف نسبت باطل ہے ـــــ اور برسبیل تنزل اس کے جوابات ہیں جو اتقان میں ذکرفرمائے اور اس سلسلے میں فواتح الرحموت کا مطالعہ ضروری ہے کہ اس میں کافی سیرابی ہے

- فتاویٰ عالمگیری وردالمحتار میں بحررائق سےاور بحررائق میں جامع اصغرسےاوراس میں فتاویٰ صغریٰ سے جونقل ہے

اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمدا لکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لایکفر لان الکفر یتعلق بالضمیر ولم یعقد الضمیر علی

الکفر وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لانه استخف بدینه

[بحر رائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ص ۲۱۰ ج۵]

اس میں لفظ **لم یعتقد** تم نے دیکھ لیا اور دریں چہ شک کی طرح جگہ جگہ بلا اعتقاد بلا اعتقاد بول پڑے مگر اس کی صورت اس کی واقعیت بھی کچھ جانا؟ ہم نے مقامع الحدید پر تمہاری خامہ فرسائی کے تحت اس کے بعض کا کچھ کشف کیا۔ نیز الموت الاحمر میں فرمایا

[ان کے متکلمین نے قطعًا یقینًا یہ ملعون الفاظ ہوش وحواس میں لکھے اُس وقت سوتے نہ تھے پاگل نہ تھے شراب پیئے ہوئے نہ تھے تو یقینًا قصدًا کہے اور جب وہ نہیں مگر گالیاں تو قطعًا یقینًا گالیاں ہی مرادلیں ــــــ [الموت الاحمر ص ۳۷]

ہاں دیکھو! آگے جو فرمایا

[ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمدًا اگر دل سے اُن کے معتقد نہ تھے محض بطور استہزا لکھیں تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہے گا مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی اجماعی سے بچالے گا حاش للہ۔ اللہ۔ عزّوجلّ۔ فرماتا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ [پ۱۰ ع۱۴ آیت ۶۵]	اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہوکر

اِس سے تمہیں دیوبندیہ پر حکایت ضعیفہ کے ورود کا وسوسہ نہ آئے ، ذرا اپنا دین

وایمان بچائے ہوئے ، خوف خدا وخطرۂ روز جزاء دھیان میں لائے ہوئے ـــــ کہ وہاں تو اعتقاد ہی نہایت ظاہر و باہر و جلی و روشن ہے ، تو عدمِ اعتقاد کو گنجائش کہاں؟ـــــ تو یہ اُن دشمنوں کے لیے شدت عذاب ہے اور زیادت گھٹن

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ [پ۴ ع۳]	تم فرماؤ کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات [کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن]

ضروری دینی کے صریح خلاف قول کے تفوہ کو بہ مقام احتمال عدم عقد قلب جو اس پر تکفیر کرتے ہیں تکذیب نہیں استخفاف ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ استخفاف معنئ اصلی قول نہیں ہوتا اور عبارات دیوبندیہ میں خود وہ معنی ہی استخفاف ہے اور متعین ۔تو عدم استخفاف کا احتمال کہاں کہ وہ تو غیر استخفاف یا متبین میں ہوتا۔تو وہ مراد لیں یا نہ لیں بہر حال استخفاف حاصل ہے۔اور استخفاف ، کفر قطعی کلامی اجماعی ہے کہ قائلِ حکایت ضعیفہ بھی اس پر تکفیر کرتے ہیں۔ولہذا بحر رائق میں وہیں بعد نقل حکایت فرمایا

[والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلا اولا عبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقاده کما صرح به قاضیخاں فی فتاواه [بحررائق ص ۲۱۰ ج۵]]

● سائل لکھتا ہے

جس شخص کا کافر ہونا قطعی الدلالۃ آیت قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ سے ثابت نہ ہو اور خصوصا جب ظاہری طور پر وہ کلمہ گو مسلمان ہو اور ہمیں اس کے کسی قطعی کفریہ اعتقاد پر اطلاع نہ ہو لیکن کسی تاویل باطل وشبہ فاسد کی بنا پر اُس سے کلمہ کفر سرزد ہو گیا ہو تو اس صورت میں اسے کافر قرار دینے کا کوئی ایسا ضابطہ نظر نہیں

آ تا جو دلیل قطعی معتبر فی اصول الدین سے ثابت ہو ـــــــ [گیارہ سوالات ص ۲۸]

یہ سائل کی تمام تر کاوشوں کا عطر خلاصہ ہے اور اس کی بوئے زشت نہایت دور رس ۔اس میں زمانۂ تابعین بلکہ دورِ آخر صحابہ سے لیکر آج تک کسی کو کافرِ قطعی قرار دینے کی سائل نے کوئی سبیل نہ رکھی ......کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی کفر بکنے والے کے نام کی تعیین کے ساتھ نص قطعی ملے گی نہیں ، اور شیعہ غالیہ سے لیکر قادیانیہ دیوبندیہ وغیرہ تک کون ایسا ہے جو بظاہر کلمہ پڑھتا اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا نہ ہو۔

رہ گیا ـــــــ ''اس کے کسی قطعی کفریہ اعتقاد پر اطلاع'' ـــــــ تو اِس کی سائل کے نزدیک کیا سبیل ہے؟ ـــــــ ظاہر ہے کہ اس کی سبیل مبحث دائرہ میں اس کفر بکنے والے کی بولی ہی ہے .... اور اس بولی کا جو معنیٰ ہو اُس معنیٰ کے کفر ہونے پر اگرچہ نص قطعی ہو .... تاہم اس بولی کے بارے میں بولی کے خاص الفاظ کی تعیین کے ساتھ تو ایسی نص قطعی نہ ملے گی جو بتادے کہ .... خاص اِن اِن الفاظ کا یہ معنیٰ ہے .... اور بغیر نَصِّ قطعی کے سائل کے نزدیک قطع کی سبیل نہیں

اور بولی کا معنیٔ کفر میں صریح متعین ہونا بھی سائل کے نزدیک مفیدِ قطع نہیں کیونکہ وہ لکھتا ہے

(۱) معنیٔ کفر کی تعریف (۲) صریح کی تعریف (۳) تاویل قریب و تاویل بعید کی تعریف۔ مذکورہ بالا امور کو دلیل قطعی معتبر فی اصول الدین سے ثابت کرنے پر کوئی راہ نہیں ـــــــ [گیارہ سوالات ص ۲۹]

حالانکہ بولی کا کسی معنی میں صریح متعین ہونا براہ راست مسئلہ دینی نہیں .... بلکہ عرف

ولغت سے متعلق بات ہے .... تو تواترِ عرف ولغت وقرائن قطعیہ اگر چہ بولی کے کسی معنی میں صریح متعین ہونے کے علم قطعی یقینی بدیہی کا افادہ کریں .... وہ سائل کو تسلیم نہیں .... وہ اپنی جہالت سے اس پر بھی نص قطعی مانگتا ہے ـــــــ اور پھر اس کے بعد بھی کافر قطعی قرار دینے میں ایک اور سدراہ کہ

کافر ہونے میں اعتقاد کفر کا اعتبار ہے ـــــــ۔ [گیارہ سوالات ص ۳۰]

سائل کے نزدیک باقی ہے ـــــــ۔ اور اس پر قطع اس کے نزدیک بغیر نص قطعی کے نہیں ہوگا ـــــــ۔ دیوبندیہ اپنی بولیوں میں کفری معنیٰ ہونے کے منکر ہیں۔ اس کفری معنی کو اپنا اعتقاد تسلیم کرنے سے منکر ہیں ـــــــ۔ اور ان امور پر بالتعیین نص قطعی نہیں۔ اور بغیر بالتعیین نص قطعی کے سائل کے نزدیک کافر قطعی نہیں کہہ سکتے ....لہذا وہ لکھتا ہے کہ

مذکورہ بالا تکفیر کے ضابطوں میں سے کوئی ضابطہ بھی قطعی معتبر فی اصول الدین نہیں ہے ، اس کی بنیاد پر کسی کو قطعی کافر قرار نہیں دیا جاسکتا ـــــــ۔ [گیارہ سوالات ص ۳۰]

تو کسی اخبث سے اخبث کافر قطعی الکفر جلی الکفران کو کافرِ قطعی ماننے کی کیا صورت سائل نے باقی رکھی ؟......ائمہ دین جو قرنًا فقرنًا اشخاص کی تکفیر قطعی فرماتے آئے ....سب یکسر یک قلم باطل کردی.......اس سے بڑھ کر اور کیا دلیلِ بطلان اسے اپنے نتیجۂ فکر کی درکار ہے

رہ گئی تاویل باطل تو کون ہے اسلام کا دعویدار بن کر کفر بکنے والا جو اس کا مدعی نہ ہوا ؟ نیچری اس کے مدعی نہ ہوئے یا قادیانی اس کا مدعی نہ ہوا یا دیوبندی اس کے مدعی نہ ہوئے ؟ کون ہے جو اس کا مدعی نہ ہوا ؟ـــــ تو سائل کے نزدیک ان کے کافر قطعی ہونے کی

صورت نہ رہی۔

یہ ہے سائل کی کدوکاوش کا نتیجۂ ضلال پر نکال ــــ امام اہلسنت ۔قُدِّسَ سِرُّہٗ۔ تو یہ فرماتے ہیں کہ

[نیا چرہ کا وجود ملک وجن وشیطان وآسمان ونار وجنان ومعجزات انبیا۔عَلَیْہِمُ اَفْضَلُ الصَّلاۃِ وَالسَّلَامِ ۔سے.......اُن معانی پر.......کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق ۔صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ ۔سے متواتر ہیں.......**انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ** وتوہمات عاطلہ کو لے مرنا.......**نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے**.......نہ محبتِ اسلام وہمدردیِ قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ــــ [فتاوی رضویہ ص۲۶۶ ج۶]

اور قادیانی کے رد میں یہ فرمایا

[ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اُسے نہ مانے گا ــــــــــ کیا مسلمان کو زن و مال....... اللہ ورسول سے زیادہ پیارے ہیں؟.......کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل نہ سُنے؟.......اور اللہ ورسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کرلیں؟....... **لا الہ اِلّا اللّٰہ** مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے.......انھیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں **وللّٰہ الحمد** ۔جَلَّ جَلَالُہٗ وَ ﷺ ۔خود ان کا رب ۔جَلَّ وَعَلَا۔ قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے فرماتا ہے

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ | ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بیشک تم

بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ ؕ [پ۱۰ع۱۴ آیت ۶۵] | کافر ہو چکے ایمان کے بعد

والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ رب العلمین ـــــــــــ [فتاویٰ رضویہ ص۳۰۲ ج۶]

اور دیوبندیوں کے بارے میں مستفتی نے پوچھا کہ

[جو علمائے دیوبند یہ ظاہر کریں ہمارا یہ عقیدہ نہیں جو منسوب کیا جاتا ہے بلکہ ہم لوگ بھی ایسے عقائد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو اس حیلہ شرعی سے بریت ہوسکتی ہے یا نہیں علاوہ ازیں وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارت کی تاویل کرکے ان کا اچھا مطلب نکالتے ہیں تو ایسے علما کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے ـ [فتاوی رضویہ ص۳۱۳ ج۹]

امام اہلسنت ـ قُدِّسَ سِرُّہٗ ـ نے......اس تاویل کرنے.......اور ....اعتقاد نہ ہونے ....

کا یہ جواب ارشاد فرمایا

[قال اللّٰہ تعالیٰ

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَکَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِہِمۡ	اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنھوں نے نہیں کہا اور بیشک وہ کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے

یہ حیلۂ شرعی نہیں حیلۂ شیطانی ہے اور اس سے برأت نہیں ہوسکتی ـــ [فتاویٰ رضویہ ص۳۱۳ ج۹]

نیز آخرِ تمہیدِ ایمان میں دیوبندیوں کی تکفیر کے سلسلے میں فرمایا

[یہاں چار مرحلے تھے:

۱ جو کچھ ان **دشنامیوں نے لکھا چھاپا** ضرور وہ اللہ و رسول ـ جَلَّ وَعَلَا و صلی اللہ علیہ وسلم ـ کی **توہین و دشنام** تھا ـ

۲ اللہ ورسول۔جَلَّ وَعَلا و صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

۳ جوانہیں **کافر نہ کہے،** جوان کا پاس ولحاظ رکھے جوان کی استاذی و رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے ، ان ہی کی طرح **کافر ہے** ، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔

۴ جو **عذر ومکر** جُہّال وضُلاّل یہاں بیان کرتے ہیں **سب باطل** ونا روا و پادر ہوا ہیں۔

یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہِ اعلیٰ واضح وروشن ہوگئے ، جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیاتِ کریمہ نے دئے۔اب ایک پہلو پر جنت وسعادتِ سرمدی ، دوسری طرف شقاوت وجہنمِ ابدی ہے ، جسے جو پسند آئے اختیار کرے......مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا ، باقی ہدایت اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ **بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی** ــــــــ

دیکھو امام نے ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک ''بدیہی'' فرمایا ہے ، اور وہ بھی اعلیٰ درجہ بدیہی ــــــــ نہ کہ صرف اپنے نزدیک بدیہی یا اپنے نزدیک قطعی یقینی......کہ کہہ سکو وہ امام اہلسنت کی تحقیق تھی ، یا ان کا اجتہاد تھا ــــــــ نہیں نہیں بلکہ وہ ایسا حقِ واضح ہے کہ ہر آنکھ والے کے لیے روشن و بدیہی ہے

اور بیشک مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ کی بھی وضاحت فرمادی ، ایک جگہ نہیں بیسوں جگہ وضاحت صاف صاف بتادی کہ

[جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ــــــ
[فتاویٰ رضویہ ص ۹۰ ج ۶]]

مگر تم اس پر نہ رکے ، اس کی گہرائی تک رسائی نہ پائی یا اپنے من چاہے مقصود کی وہ متکفل نظر نہ آئی ، لہذا اس سے اونچے اڑے ، اور پھر کہاں گرے ، دیکھ لو ، مگر یہ توفیق پر موقوف ہے وہ اگر حاصل نہیں تو صدق دل سے اسی کی طلب چاہئے ، اور وہ وہ نہیں کہ قلم وقرطاس پر ہو بلکہ دل کی گہرائیوں میں ہو ، خلق وہجوم سے تنہائیوں میں ہو ،

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے

اللہ ایمان والوں کا والی ہمیں اور ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے اور کسی بھی طرح کی حمایتِ باطل کی تاریکی سے بچائے اور اپنے محبوب ﷺ کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین

حررہ بقلمہ الفقیر **محمد کوثر حسن** السنّی الحنفی القادری الرضوی غفرلہٗ

شب دوشنبہ مبارکہ ۲۲ / ربیع النور ۱۴۳۴ھ ۴ / فروری ۲۰۱۳ء